عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۶ تا ۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۳۸

خلافتِ فاروقی میں اقلیتوں کے حقوق اور مراعات

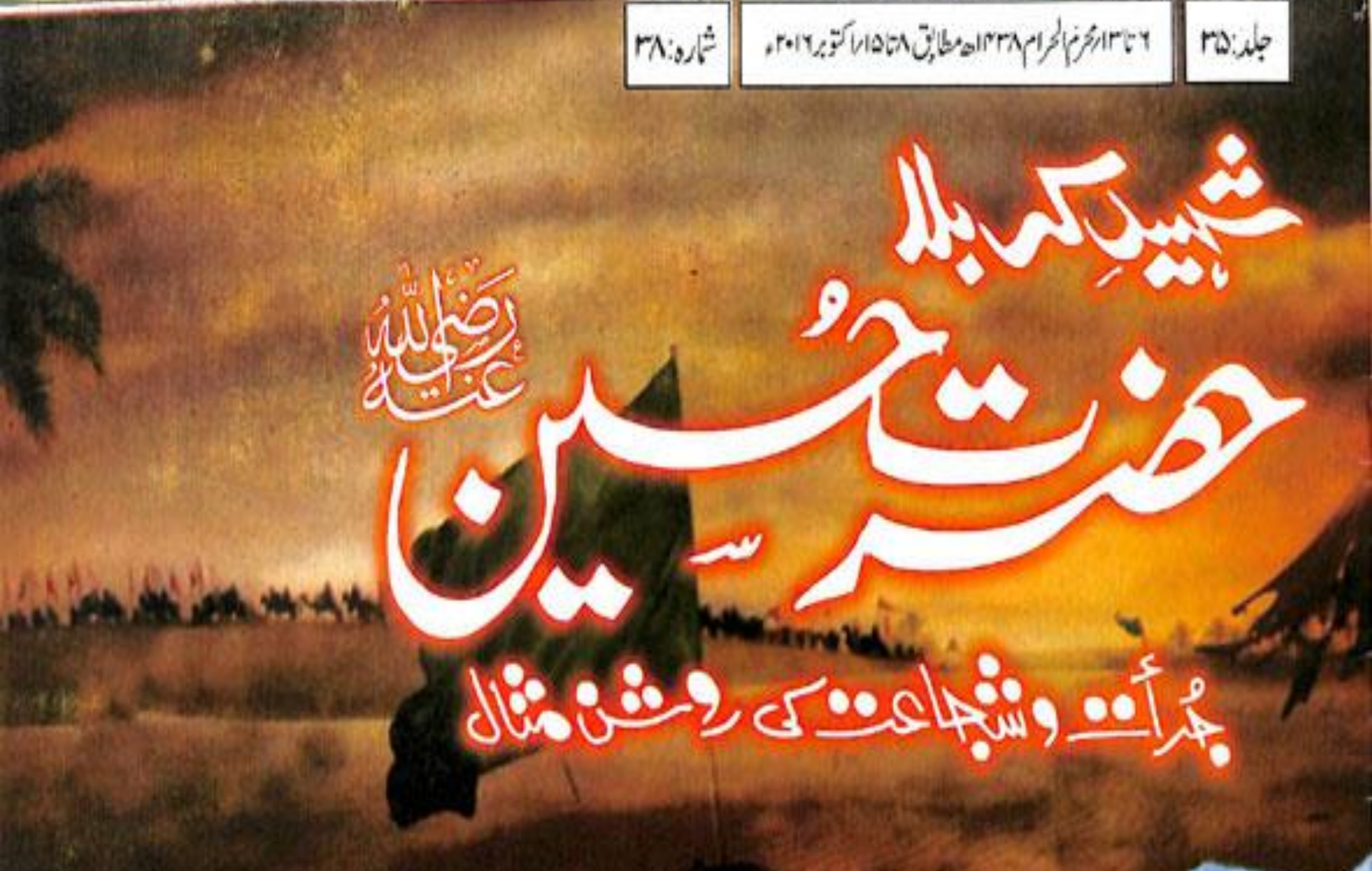

شہیدِ کربلا
حضرت حسین رضی اللہ عنہ
جرأت وشجاعت کی روشن مثال

جنوبی افریقہ
قادیانیت کے بارے میں عدالتِ عالیہ کا فیصلہ

دورِ نبوی میں اسلامی ریاست کا نقشہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

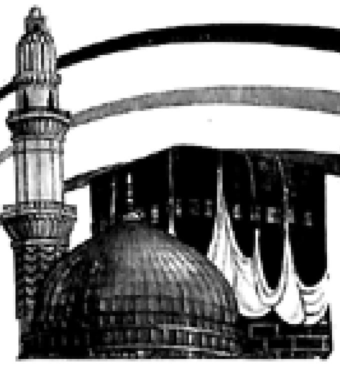

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

شادی بیاہ کے موقع پر گیت گانا

س:......شادی بیاہ کے موقع پر لڑکیوں کا طبلہ بجانا اور ایسے گیت گانا جس میں فحش کلام اور بے ہودہ قسم کے اشعار وغیرہ ہوں جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا اس سے نکاح کے جائز ہونے پر کوئی اثر پڑے گا؟

ج:...... بالغ لڑکیوں کا اس طرح کرنا درست نہیں، بلکہ ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے: "ان الملاھی کلھا حرام"... "قال ابن مسعودؓ: صوت اللھو والغنا ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات" (الدرمختار، ص:۳۴۸/۶ کتاب الحظر والاباحۃ) ہاں اگر اس میں فحش کلام اور غیر شرعی اشعار وغیرہ نہ ہوں تو پھر اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ کسی فتنہ میں ابتلا کا اندیشہ نہ ہو۔ البتہ اس سے نکاح کی صحت پر اثر نہیں پڑتا۔

بچہ کا نام محمد رکھنا

س:......کیا بچے کا نام "محمد" رکھنا واقعتاً صحیح نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ محمد نام رکھنے میں بے ادبی کا اندیشہ ہے، اس لئے یہ نام نہیں رکھنا چاہئے۔

ج:...... یہ حد درجہ جہالت کی بات ہے کہ محمد نام نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ یہ نام رکھنے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ترغیب دی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ: "سموا باسمی" "میرے نام (یعنی محمد) پر اپنا نام رکھا کرو، کیونکہ یہ باعث برکت ہے۔ چنانچہ بہت سارے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، اولیاء اللہؒ، عارفینؒ اور جلیل القدر عظیم المرتبت ہستیوں کے خود یا ان کی اولاد میں سے بہت سوں کے نام انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے محمد رکھے ہیں، لہٰذا یہ نام رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ہر لحاظ سے بابرکت اور مبارک نام ہے، اس کو جتنا عام کیا جا سکے کرنا چاہئے۔

جاندار کی تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

س:......میری بہن نے ایک ریڈی میڈ سوٹ خریدا ہے، خریدتے وقت ہم نے غور نہیں کیا، اس پر چڑیا کی تصویر بنی ہوئی ہے، جو بالکل واضح ہے، یہ سوٹ پہن کر بہن نے نماز بھی پڑھی، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ تصویر والے کپڑے پہن کر نماز نہیں ہوتی، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:...... جاندار کی تصویر حرمت کی وجہ سے ممنوع ہے، ایسے کپڑوں میں اگر نماز پڑھی جائے تو نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، لیکن ایسی تصویروں والے کپڑے پہننے، اوڑھنے کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔

دوران نماز پیٹ میں گیس محسوس ہونا

س:......بعض مرتبہ نماز پڑھتے ہوئے پیٹ میں گیس محسوس ہوتی ہے اور زبردستی کرکے اس کو روک لیا جائے تو ختم ہو جاتی ہے، کیا اس طرح کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے؟ اور کیا اس سے وضو تو نہیں ٹوٹتا؟

ج:...... اگر گیس کا اخراج نہیں ہوا تو وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی ہو جائے گی، البتہ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ایسی کیفیت ہو تو نماز مؤخر کر دی جائے، جب کیفیت صحیح ہو جائے تو پھر نماز ادا کی جائے، کیونکہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۶تا۱۲محرم الحرام۱۴۳۸ھ مطابق ۸تا۱۴/اکتوبر۲۰۱۶ء — شمارہ:۳۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پیمرا کا خلاف آئین وقانون نوٹس کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
خلافت فاروقی میں اقلیتوں کے حقوق ومراعات!	۷	محمد یونس قاسمی
شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ	۹	مفتی محمد نعیم
دور نبوی میں اسلامی ریاست کا نقشہ	۱۱	مولانا زاہد الراشدی
محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کا حکم	۱۳	مفتی محمد راشد ڈسکوی
جنوبی افریقہ: قادیانیت کے بارے میں عدالت...	۱۷	پروفیسر خورشید احمد
تشکیلی فتنہ	۱۹	مولانا راشد گورکھپوری
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۲	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف وکردار (۷)	۲۶	حافظ عبیداللہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیثِ قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

تقدیر اور اس کے متعلقات

۱:...... حضرت عبادہ بن صامتؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو لکھنے کا حکم دیا۔ قلم نے دریافت کیا: کیا تحریر کروں؟ حضرت حق نے ارشاد فرمایا: تقدیر لکھ! یعنی جو ہونے والا ہے وہ لکھ، چنانچہ قلم نے جو کچھ اب تک ہونے والا تھا سب لکھ دیا۔

بعض روایتوں میں قیامت تک کے الفاظ ہیں، یعنی قیامت تک جو ہونے والا ہے قلم نے وہ لکھ دیا۔

۲:...... حضرت مسلم بن یسارؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے سوال کیا گیا کہ قرآن کی آیت: "واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم۔" کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: اس قسم کا سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو آدم کی پیٹھ سے آدم کی اولاد کو نکال لیا اور فرمایا: میں نے اس مخلوق کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ جنت کے عمل کریں گے، پھر آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کی ہونے والی اولاد کو نکال لیا اور فرمایا: اس کو میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخیوں کے عمل کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفسیر کو سن کر حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! پھر یہ عمل کس امید پر کئے جائیں؟ تو حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس کو نیک اعمال میں لگا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ جنتیوں کے عمل کرتا رہتا ہے اور انہی اعمال پر اس کو موت آتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور جب کوئی بندہ دوزخ کے لئے پیدا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کا ساتھ نہیں دیتی وہ دوزخیوں کے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو موت آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کر دیتا ہے۔ (مالک، ترمذی، ابوداؤد)

۳:...... حضرت ابودرداءؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کے دائیں کولہے پر ہاتھ مار کر اس کی اولاد کو نکالا جو چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی مانند تھی اور سفید و چمکدار تھی پھر بائیں کولہے پر ہاتھ مار کر اس کی ذریت اور اولاد کو نکالا جو کوئلے کی طرح کالی تھی پھر دائیں کولہے سے نکلی ہوئی مخلوق کو فرمایا: یہ جنتی ہیں اور ان کو جنت میں داخل کرنے پر مجھے کسی کی پروا نہیں اور بائیں جانب کی مخلوق کو فرمایا: یہ دوزخی ہیں اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ (احمد)

نماز

عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

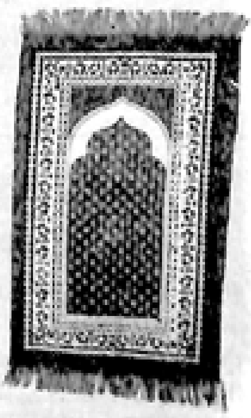

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسائل وضو

س:...... وضو کے بعد اعضائے وضو کو گیلا رہنے دینا چاہئے یا رومال وغیرہ سے خشک کر لینا چاہئے؟

ج:...... دونوں صورتیں جائز ہیں، البتہ گیلا رکھنے کی صورت میں دونوں ہتھیلیوں سے چہرے اور داڑھی اور دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح سونت (جھاڑ) لیں (اس کو سونتنا اور نتھارنا بھی کہتے ہیں) تاکہ پانی کے اعضائے وضو پر رکے ہوئے قطرات وضو کی جگہ پر ہی دور ہو جائیں اور فرش وغیرہ پر نہ گریں۔

س:...... وضو کرتے ہوئے کپڑے گیلے ہو جائیں تو ان گیلے کپڑوں سے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... وضو کرتے ہوئے اگر براہِ راست پانی گرنے سے کپڑے گیلے ہو جاتے ہوں تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اگر وضو کرنے کی جگہ کے آس پاس کی جگہ ناپاک ہو اور اس پر پانی گر گر کر چھینٹیں کپڑوں پر لگ رہی ہوں تو ایسی صورت میں کپڑوں کا وہ حصہ جن پر چھینٹیں پڑ رہی ہیں ناپاک ہو جائے گی۔

س:...... مائے مستعمل کسے کہتے ہیں؟

ج:...... وہ پانی جو وضو یا نہانے یا کسی دوسری چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، اس استعمال شدہ پانی کو مائے مستعمل کہتے ہیں۔

س:...... مائے مستعمل کا حکم کیا ہے؟

ج:...... مائے مستعمل اگر کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے صرف وضو، غسل یا کسی اور چیز کے دھونے میں استعمال ہوا ہے تو ایسے پانی کو دوبارہ ان مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ نیز یہ پانی اگرچہ خود پاک ہوتا ہے لیکن ایک مرتبہ استعمال ہو جانے کے بعد اس پانی سے کسی ناپاک چیز کو پاک بھی نہیں کیا جاسکتا۔

وضو توڑ دینے والی باتیں

س:...... وہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کے واقع ہونے پر شریعت نے حکمی ناپاکی یا بے وضو ہونے کا حکم لگایا ہے؟

ج:...... وہ چیزیں جن کے واقع ہو جانے پر شریعت حکمی ناپاکی یا بے وضو ہونے کا حکم لگاتی ہے وہ درج ذیل ہیں: (۱) پاخانے کی جگہ سے ہوا، پاخانہ، کیڑا، کنکری وغیرہ کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۲) پاخانے کی آنت جسے کانچ کہتے ہیں، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۳) بواسیری مسّہ اندر سے باہر نکل آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بواسیر کے علاج کے لئے جو دوائی پاخانے کے مقام کے اندر لگائی جاتی ہے، اس کے باہر نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۴) پیشاب کی جگہ سے پیشاب کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ پیشاب کی جگہ سے ہوا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (جاری ہے)

ادا ریہ

محمد اعجاز مصطفی

پیمرا کا خلافِ آئین وقانون نوٹس کیوں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا تھا، اس مناسبت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال کی طرح امسال بھی ملک اور بیرون ملک عشرۂ ختم نبوت پورے عقیدت واحترام اور بھرپور طریقے سے منایا گیا۔ اس مناسبت سے ملک بھر میں جہاں علماء کرام نے بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں اور خطباء عظام نے منبر ومحراب سے مسلمان عوام کو عقیدۂ ختم نبوت سے روشناس کرایا، وہاں ۱۹۷۴ء میں برپا کی گئی تحریک ختم نبوت کے پس منظر اور پیش منظر سے بھی آگاہ کیا۔

الحمد للہ! پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا نے بھی اپنے اپنے طور پر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء قومی اسمبلی کے اس فیصلے کی مناسبت سے خبروں اور خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کیا، روزنامہ جنگ اور روزنامہ اسلام نے بھی خصوصی صفحات شائع کیے جبکہ روزنامہ امت تو ردِّ قادیانیت میں جس طرح جہاد کررہا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی برکات دنیا میں بھی ان کو ملیں گی اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ! ان کا اجر یقینی ہے۔ روزنامہ جنگ، روزنامہ اسلام اور ادارہ روزنامہ امت، اس کے ڈائریکٹر، ذمہ داران اور صاحب مضمون سب اس انعام میں برابر کے شریک ہیں۔

دو ٹی وی چینل ''نیو'' اور ''۹۲'' نے بھی اپنے اپنے طور پر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے اس فیصلے کے ڈاکومنٹری اور پروگرام کیے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آئین پاکستان اور اس کی دفعات کی وضاحت خصوصاً قومی اسمبلی کی وہ کارروائی جس میں قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا تھا، نئی نسل کو اس سے آگاہ اور روشناس کرانے پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی، جس سے دوسرے ٹی وی چینلز کو بھی ترغیب ملتی، لیکن الٹا ہوا یہ کہ پیمرا نے قادیانیوں کی شکایت پر ان ٹی وی چینلز کو خلاف آئین وقانون نوٹس بھیج دیا۔ ہر پاکستانی بجا طور پر پیمرا سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ کیا آئین اور قانون کی دفعات کو اپنی عوام کو بتلانا اور پاکستان میں اقلیت کی فہرست میں کون لوگ آتے ہیں، اس کی وضاحت کرنا کیا منع ہے؟ اس سے کس طرح کسی کی دل آزاری ہوتی ہے؟ یہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس بارہ میں روزنامہ امت کی درج ذیل خبر بھی برمحل ہے جو قارئین ختم نبوت کے لئے نقل کی جارہی ہے:

''اسلام آباد (رپورٹ: وجیہ احمد صدیقی) پاکستان مخالف مواد اور فحش بھارتی پروگراموں پر خاموش پیمرا قادیانیوں کا وکیل بن گیا ہے۔ ختم نبوت سے انکار کرنے والے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے سے متعلق قانون اور قومی اسمبلی کے فیصلے سے متعلق بات چیت پر مبنی پروگراموں پر دو ٹی وی چینلز کو نوٹس جاری کرتے ہوئے وضاحت مانگ لی۔ قانونی ماہرین کے مطابق پیمرا کا یہ اقدام آئین کے آرٹیکل 260(3) کی ذیلی شقوں A اور B کی صریح خلاف ورزی ہے۔ پیمرا کو یہ حق اور اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ آئین میں جن کو غیرمسلم کہا گیا ہے، ان کو ٹیلی ویژن پر، غیرمسلم کہنے سے روک دے۔ پیمرا کی جانب سے جاری ہونے والی ایک پریس ریلیز کے مطابق اسے بڑی تعداد میں ناظرین اور صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے یہ شکایت ملی ہیں کہ چینل 92 کے پروگرام صبح نو اور نیو ٹی وی کے پروگرام حرف راز میں اقلیتوں کے خلاف باتیں کی گئی ہیں۔ اپنی روایات کے برعکس پیمرا نے ان پروگراموں کی تاریخ نشر اور ان کے شرکاء کے بارے میں نہیں بتایا، بلکہ صدر انجمن احمدیہ کے بیان کو دہراتے ہوئے پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ شکایت کنندہ کے مطابق ان پروگراموں میں اقلیتوں کے خلاف بات کی گئی ہے، اقلیت کے ارکان پہلے ہی ماضی میں ہونے والے دہشت گردانہ حملوں سے خوفزدہ اور انہیں بھگتے ہوئے ہیں۔ شکایت کنندہ نے کہا کہ ایسے پروگرام قومی مفاد میں نہیں ہیں اور نیشنل ایکشن پروگرام اور پیمرا کے قواعد کے خلاف ہیں۔ پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ پیمرا نے یہ شکایات اپنی لاہور کونسل کو بھیج دی ہے جو پیمرا قوانین کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ واضح رہے کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے ختم نبوت سے انکار کرنے والے قادیانیوں، مرزائیوں اور اپنے آپ کو احمدی اور لاہوری گروپ کہنے والوں کو پاکستان کے آئین میں ترمیم کرکے غیرمسلم قرار دیا گیا تھا، جس پر مذکورہ پروگراموں میں بات چیت ہوئی تھی۔ معروف ایڈووکیٹ

حشمت حبیب نے ”امت“ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پیمرا کا یہ نوٹس آئین کے آرٹیکل 260(3) کی ذیلی شقوں A اور B کی صریح خلاف ورزی ہے۔ پیمرا کو یہ حق اور اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ آئین میں جن کو غیر مسلم کہا گیا ہے، ان کو ٹیلی ویژن پر غیر مسلم کہنے سے روک دے۔ پیمرا آئین کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرسکتا اور نہ ہی آئین سے متصادم کوئی قاعدہ بنا سکتا ہے۔ حشمت حبیب ایڈووکیٹ نے مطالبہ کیا کہ اس قسم کے نوٹسز جاری کرنے کے بعد چیئرمین پیمرا ابصار عالم کی پاکستان اور آئین سے وفاداری مشکوک ہوگئی ہے۔ انہوں نے ٹی وی چینلز کو پاکستان مخالف اور فحش بھارتی پروگرام نشر کرنے کی کھلی آزادی دے رکھی ہے، لہٰذا ان کو فوری طور پر برطرف کر کے ان پر مقدمہ چلایا جائے، کیونکہ انہوں نے اردو ون پر ایکٹر ان لا نامی فلم میں پاکستانی پرچم کے بارے میں ایک اداکارہ کے فحش اور توہین آمیز ڈائیلاگ نشر ہونے کا بھی نوٹس نہیں لیا ہے وہ ابھی تک نشر ہو رہا ہے۔“ (روزنامہ امت کراچی، ۱۸ ستمبر ۲۰۱۶ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور راہنماؤں نے پیمرا کے اس خلاف آئین و قانون نوٹس پر احتجاج بھی کیا ہے اور پیمرا کو ایک خط تحریر کیا ہے جو درج ذیل ہے:

”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ پیمرا کی طرف سے ۷ ستمبر یوم ختم نبوت کے موقع پر دو ٹی وی چینلز (۹۲ چینل، نیو ٹی وی) کو اپنی نشریات میں عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے حوالے سے پروگرام نشر کرنے پر نوٹس جاری کرنے کی ہم شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور اسے اسلامیان پاکستان کے کروڑوں مسلم عوام کے عقیدے و جذبات کی توہین کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کہنا ہے کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ نے ایک جرأت مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے قادیانی، لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے، اس فیصلے کی یاد میں یوم تجدید عہد کے طور پر ملک بھر میں تمام اسلامیان پاکستان کی طرف سے یوم ختم نبوت منایا جاتا ہے، لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ دو ٹی وی چینلز (۹۲ چینل، نیو ٹی وی) نے ۷ ستمبر کو آقائے نامدار خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختم نبوت پر پروگرام نشر کئے اور قادیانی جماعت جو اسلام اور ملک دشمنی کی پوری تاریخ رکھتی ہے، کی شکایت پر پیمرا نے مذکورہ ٹی وی چینلز کو نوٹس جاری کر دیئے جو پارلیمنٹ، آئین اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں سے انحراف ہے۔ پیمرا کے اس عمل سے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامیان پاکستان کے دل مجروح ہوئے ہیں۔ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مزید یہ کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام اور وحدت ملی کی اساس ہے۔ یہ عقیدۂ قرآن، حدیث اور اجماع امت کی عکاسی کرتا ہے جبکہ قادیانی پارلیمنٹ کے فیصلے سے پہلے بھی غیر مسلم ہی تھے، پارلیمنٹ نے تو صرف مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت کرتے ہوئے آئینی اور قانونی فیصلہ کیا، جس کی وجہ سے قادیانیوں کا کفر پوری دنیا پر آشکارا ہو گیا اور کئی مسلم ممالک میں پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلے کو بنیاد بنا کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کہنا ہے کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی دشمنی پر تلے ہوئے ہیں، لہٰذا ۷ ستمبر کو دو ٹی وی چینلز پر پروگرام نشر ہونا نہ صرف مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کی ترجمانی ہے، بلکہ امت مسلمہ کی قیادت کرتے ہوئے قومی اسمبلی پاکستان نے جو لازوال آئینی ترمیم کی اس کی اشاعت کی ہے۔ قادیانی جماعت کی شکایت پر پیمرا کی کارروائی عقیدۂ ختم نبوت سے مذاق کے مترادف ہے اور آئین پاکستان کی توہین بھی ہے۔ چیئرمین پیمرا مذکورہ نوٹس واپس لیں اور ساری قوم سے اس دل آزاری پر معذرت کریں۔“

بہرحال ہم حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں سے باز پرس کریں اور اس قانون شکنی کے ارتکاب پر ان سے مواخذہ کریں اور اگر کوئی قادیانی یا قادیانی نواز ان اداروں میں گھسے ہوئے ہیں یا ان اداروں پر اثر انداز ہوتے ہیں، ان کو ان اداروں سے نکال باہر کریں اور ان کے اثرات بد سے ان اداروں کو پاک کریں، ورنہ عشق مصطفیٰ اور ناموس مصطفیٰ کے نام پر اٹھنے والی تحریکات اس پر گواہ ہیں کہ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیظ و غضب کا ایسا طوفانی سیلاب آئے گا کہ اس کے سامنے کسی کا ٹھہرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے پاکستان کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں ہمارا دشمن بھارت ہمیں جنگی دھمکیاں دے رہا ہے اور ہمارے اندر چھپے ہوئے ہمارے ازلی دشمن قادیانی ہمیشہ ہر پلیٹ فارم پر ہمارے پیارے ملک پاکستان کو بدنام کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں اپنے مسلمان بھائیوں کی دل آزاری کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کی ترجمانی کرنے والے چینلز کو نوٹس بھجوانا کسی بھی اعتبار سے قرین قیاس نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری جفاکش، بہادر اور جرأت مند افواج کی محنتوں، مساعی اور قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہمارے ملک پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت فرمائے اور حقیقی معنوں میں ہمارے ملک کو اسلام کا قلع بنادے۔ آمین۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

خلافتِ فاروقی میں

اقلیتوں کے حقوق ومراعات!

محمد یونس قاسمی

اگر یہ پوچھا جائے کہ انسانوں کو اجتماعی زندگی کے لئے حکومت کی ضرورت کیوں ہے؟ تو اس کا ایک ہی جواب ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ حکومت کی ضرورت عدل وانصاف کے لئے ہے اور کسی بھی حکومت کے عدل ومساوات کے جانچنے کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ اس حکومت کا طرزِ عمل کیا ہے اور انہیں اس حکومت میں کیا حقوق ومراعات حاصل ہیں۔ اس معیار سے امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ کا عہد مبارک عدل ومساوات کا کامل نمونہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے غیر مسلم رعایا کو جو حقوق دیئے اس کا مقابلہ اگر اس زمانے کی دیگر سلطنتوں سے کیا جائے تو کسی طرح کا تناسب نظر نہیں آتا۔ کسی بھی قوم کے حقوق کو چار عنوانات کے ذیل میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ جان، مال، عزت وآبرو اور مذہب۔ ان کے علاوہ جو انسانی وقومی حقوق ہوتے ہیں، وہ سب ان ہی کے ماتحت آتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں غیر مسلموں کو جو حقوق حاصل تھے مفتوح اقوام سے جو معاہدے ہوئے، وہ اس حقیقت پر شاہد ہیں۔ بیت المقدس کا معاہدہ حضرت عمر فاروقؓ کی موجودگی میں آپ کے الفاظ میں تحریر ہوا تھا، علامہ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تاریخ میں اسے مفصل بیان کیا ہے، حضرت فاروق اعظمؓ کے معاہدے کے الفاظ یہ تھے:

"یہ وہ امان ہے جو خدا کے بندے امیر المؤمنین نے ایلیا کے لوگوں کو دی، یہ امان ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے، اس طرح کہ ان کے گرجوں میں سکونت نہ کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ انہیں اور نہ ان کے احاطے کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔"

اس معاہدے پر حضرت عمر فاروقؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ نے دستخط ثبت فرمائے۔ جرجان کی فتح کے وقت جو معاہدہ رقم ہوا، اس کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"ان کی جان، مال اور مذہب وشریعت کو امان ہے اور اس میں سے کسی شے میں تغیر نہ کیا جائے گا۔"

آذربائیجان کے معاہدات میں بھی جان، مال اور مذہب کے تحفظ کے بارے میں ایسی ہی تصریحات پائی جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنے عمال کو ان معاہدوں کی تاکید لکھتے رہتے تھے، حضرت ابوعبیدہؓ فاتح شام کو لکھا:

"مسلمانوں کو ذمیوں (اقلیتوں) پر ظلم کرنے، انہیں نقصان پہنچانے اور بے وجہ ان کا مال کھانے سے روکو اور ان سے جو شرطیں طے کی گئی ہیں انہیں پورا کرو۔"

حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "ازالۃ الخفا" میں حضرت عمر فاروقؓ کے اس وصیت نامے کا ذکر کیا ہے جس میں آپؓ نے ذمیوں کے حقوق کے بارے میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کی تھی کہ:

"ان کے عہد وپیمان کو پورا کیا جائے، ضرورت پڑے تو ان کی حمایت میں لڑائی کی جائے اور طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔"

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی معروف کتاب "الفاروق" میں لکھا ہے:

"مذہبی امور میں ذمیوں کو پوری آزادی تھی اور وہ ہر قسم کی مذہبی رسوم ادا کرتے تھے۔ علانیہ ناقوس بجاتے تھے، صلیب لٹکاتے تھے، ہر قسم کے میلے ٹھیلے کرتے تھے، ان کے پیشوایان مذہبی کو جو مذہبی اختیارات حاصل تھے، بالکل برقرار رکھے گئے۔"

علامہ ابن سعدؒ نے اپنی کتاب "طبقات" جلد پنجم میں لکھا ہے کہ:

"حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام کی اشاعت کی، اگرچہ نہایت کوشش کرتے تھے اور منصب خلافت کے لحاظ سے ان کا یہ فرض بھی تھا لیکن وہیں تک جہاں وعظ اور نصیحت کے ذریعے ممکن تھا، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے پر کوئی شخص مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اشق ان کا ایک عیسائی غلام تھا، اسے ہمیشہ اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے تھے، لیکن

جب اس نے انکار کیا تو فرمایا: "لا اکراہ فی الدین" .....دین میں زبردستی نہیں ہے...."

حضرت عمر فاروقؓ نے غیر مسلموں کی جان و مال کو مسلمانوں کے جان و مال کے برابر قرار دیا، مسلمان اگر کسی ذمی کو قتل کر ڈالتا تھا تو حضرت عمر فاروقؓ اس کے بدلے میں مسلمان کو سزا دیتے تھے۔ مولانا شبلیؒ نے روایت کی ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا، حضرت عمر فاروقؓ نے لکھ بھیجا کہ قاتل مقتول کے ورثا کے حوالے کردیا جائے، چنانچہ وہ شخص مقتول کے وارث جس کا نام حنین تھا، حوالہ کیا گیا اور اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ مال اور جائیداد کے متعلق حفاظت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی تھی کہ جس قدر زمینیں ان کے قبضے میں تھیں، اسی حیثیت سے بحال رکھی گئیں جس حیثیت سے فتح سے پہلے ان کے قبضے میں تھیں، یہاں تک کہ ان مسلمانوں کو ان زمینوں کا خریدنا بھی ناجائز قرار دیا گیا۔ مال گزاری اور جزیے کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ بڑے محتاط رہتے تھے، اول یہ کہ حساب مقامی زبانوں میں مرتب کئے جاتے، نیز ان کی وصولی کے لئے غیر مسلموں ہی کو عریف (ماہرین) مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کے باوجود ہر سال ٹیکس کی وصولی کے بعد ہر صوبے سے وہاں کے ٹیکس دہندوں کا ایک وفد مدینے بلایا جاتا اور اس کا اطمینان کیا جاتا کہ وصولیوں میں ظلم نہیں ہوا۔

مولانا شبلی نعمانیؒ نے اس ضمن میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ وفود دس افراد (زمین داروں) پر مشتمل ہوتے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ ان سے چار دفعہ بتاکید قسم لیتے تھے کہ مال گزاری کے وصول کرنے میں کچھ سختی تو نہیں کی گئی۔ جان و مال اور جائیداد کے متعلق جو حقوق و مراعات ذمیوں کو دیئے گئے تھے، وہ صرف زبانی کلامی نہ تھے بلکہ نہایت سختی سے ان کی پابندی کی جاتی تھی۔ مثلاً شام کے ایک کاشت کار نے شکایت کی کہ آپ کی فوج نے اس کی زراعت کو پامال کردیا ہے تو حضرت عمر فاروقؓ نے فوج پر دس ہزار درہم کا معاوضہ عائد کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی رعایا پروری اور مذہبی رواداری اس بنیادی اصول پر مبنی تھی کہ ملکی حقوق اور مراعات میں ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہ کیا جائے۔ محصولات کے بارے میں یہی طرز عمل اختیار کیا گیا۔ اگر ذمیوں سے جزیہ اور عشر لیا جاتا تھا تو مسلمانوں سے بھی زکوۃ و عشر حاصل کیا جاتا تھا، اگر اپاہج، ضعیف اور نادار مسلمانوں کے وظائف مقرر تھے تو اسی طرح کی مراعات ذمیوں کو بھی حاصل تھیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء" میں لکھا ہے کہ: "حضرت عمر فاروقؓ کا گزر ایک مکان پر ہوا جس کے دروازے پر ایک نابینا اور بوڑھا شخص سوال کررہا تھا، آپؓ نے پاس جاکر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا؟ اس نے کہا: جزیہ نے، بڑھاپے نے اور ضرورت نے۔ آپؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور کچھ لاکر اسے دیا، بعد ازاں داروغہ بیت المال کو بلاکر آپؓ نے فرمایا: "اگر ہم نے اس کی جوانی میں مال کھایا اور بڑھاپے میں ہم نے اسے ذلیل کیا تو ہم نے کچھ بھی انصاف نہیں کیا، پھر آپؓ نے اس کا جزیہ معاف کردیا۔"

اسی طرح ایک موقع پر جب آپؓ شام سے واپس آرہے تھے تو آپؓ نے ایک ایسی قوم کا جزیہ معاف کردیا جو اس کی ادائیگی سے معذور تھی، اس واقعے کو حضرت شاہ ولی اللہؒ، مولانا شبلی نعمانیؒ کے علاوہ شاہ معین الدین ندویؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں یہ بات لائق توجہ ہے کہ اگر ذمیوں نے کبھی سازش یا بغاوت کی تب بھی حضرت عمر فاروقؓ نے ان مراعات کو ملحوظ رکھا اور انہیں حالات کو معمول پر لانے کا پورا پورا موقع فراہم کیا۔

مولانا شبلی نعمانی نے اس ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے: "شام کی سرحد پر عربسوس کے لوگوں نے رومیوں کے ساتھ مل کر سازش کی تو آپ نے وہاں کے حاکم عمر بن سعدؓ کو لکھا کہ جس قدر ان کی جائیداد، زمین، مویشی اور اسباب ہیں سب کو شمار کرکے ایک ایک چیز کی دو چند قیمت دے دو اور ان سے کہو کہیں اور چلے جائیں، اگر اس پر راضی نہ ہوں تو انہیں ایک برس کی مہلت دے دو، اس کے بعد جلاوطن کردو۔"

آج اقلیتوں کے حقوق کے دعویدار اور انسانی حقوق کے علمبردار اس عفو و درگزر اور مصالحت کی کوئی نظیر پیش کرسکتے ہیں؟ ایک جمہوری اور شخصی طرز حکومت میں جو چیز امتیاز پیدا کرتی ہے وہ عوام کی مداخلت ہے، جس قدر رعایا کو دخل دینے کا حق زیادہ ہوگا، اسی قدر اس میں جمہوریت کا عنصر زیادہ ہوگا۔ حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ ان امور میں جن کا تعلق ذمیوں سے ہوتا تھا مشورہ اور رائے لیتے تھے۔ عراق کے عجمی رئیسوں (پارسی اور عیسائی) کو مدینے بلاکر مال گزاری کے حالات دریافت کرتے تھے، اسی طرح مصر کے انتظام کے وقت وہاں کے گورنر کو لکھا کہ مقوقس (سابق حاکم مصر) سے خراج کے بارے میں رائے لو، اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو ایک واقف کار قبطی کو مدینے میں طلب کیا اور اس کی رائے معلوم کی۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں یقین کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں غیر مسلموں (ذمیوں) کی جان، مال، عزت و آبرو اور مذہب کا اسی طرح خیال رکھا جاتا تھا جس طرح مسلمانوں کی عزت و ناموس کا، حتی کہ ان کی نسبت کسی قسم کی تحقیر کا لفظ استعمال کرنا بھی نہایت ناپسندیدہ خیال کیا جاتا تھا۔ ☆☆

شہیدِ کربلا، حضرت امام حسینؓ

عظمت کے مینار، جرأت وشجاعت کی روشن مثال

مفتی محمد نعیم (مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو جن مشکلات اور مصائب کا سامنا رہا خود آپ کی آل پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے، عہد صحابہ کے بعد ائمہ دین نے بھی اس راہ کا مزا چکھا اور ان کے بعد آج تک ہر وہ شخص اس سنت کو زندہ کررہا ہے جو ایمان کے تقاضوں کو حقیقتاً پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ راہِ حق کی شاہراہ پر گامزن ہونے والوں کو قتل و شہادت کی خلعت سے بھی سرفراز ہونے کا موقع ملتا ہے اور قید و بند کی سختیوں کو جھیلنے کا لمحہ بھی آجاتا ہے۔ یہی وہ مواقع ہیں جب ایک مسلمان اپنے اسلام پر کاربند رہنے کا مکلف ہے اور اس چیز کو برداشت کرنا جس قدر انسان کے لئے مشکل ہوگا، اس کا اجر اسی قدر زیادہ ہوتا جائے گا اور نصرتِ خداوندی شامل حال ہوتی جائے گی۔

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "سلطان جائر (ظالم و جابر بادشاہ) کے خلاف کلمۂ حق بلند کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔" سیدنا حضرت حسین بن علیؓ کی ولادت باسعادت پانچ ہجری کو ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آپؓ کو شہد چٹایا۔ آپؓ کے دہن مبارک کو اپنی بابرکت زبان سے تر کیا اور دعائیں دیں، حسین نام رکھا۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ کا چہرۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے مشابہ تھا اور جسم پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے مشابہ تھا۔

سیدنا حضرت حسین بن علیؓ انتہائی عبادت گزار تھے۔ نماز، روزے اور حج کا بڑا اہتمام فرماتے، آپؓ نے بیس حج پیدل ادا فرمائے، انتہائی متواضع تھے۔ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار گزر رہے تھے کہ غربا کی ایک جماعت نظر آئی، جو زمین پر بیٹھی روٹی کے ٹکڑے کھا رہی تھی، آپؓ نے انہیں سلام کیا، ان لوگوں نے کہا: فرزند رسول! ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایئے، آپؓ گھوڑے سے اتر کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے، کھانے میں شریک ہوئے، پھر انہیں دعوت دی اور اپنے گھر لے جا کر سب کو کھانا کھلایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "حسنؓ اور حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔" آپ حضرات حسنین کریمینؓ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔"

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ایک کندھے پر حضرت حسنؓ اور دوسرے کندھے پر حضرت حسینؓ کو اٹھائے ہوئے تھے، یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لائے اور فرمایا: "جس نے ان دونوں سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔"

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی روایت کے مطابق ایک رات وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ باہر تشریف لائے تو کچھ اٹھائے ہوئے تھے، جسے وہ نہیں جان سکے۔ دریافت کیا: آپ کیا اٹھائے ہوئے ہیں؟ آپؐ نے چادر مبارک اٹھائی تو انہوں نے دیکھا کہ آپؐ کے دونوں پہلوؤں میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں۔ اور فرمایا: "اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی انہیں محبوب رکھ اور جو ان سے محبت کرتا ہے، انہیں بھی محبوب رکھ۔"

سیدہ فاطمہ زہراؓ فرماتی ہیں کہ میں حسنؓ اور حسینؓ کو لے کر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: حضور! یہ دونوں آپؐ کے نواسے ہیں، انہیں کچھ عطا فرمایئے! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسنؓ کے لئے میری ہیبت و سیادت ہے اور حسینؓ کے لئے میری جرأت و سخاوت ہے۔"

نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے، یااللہ! جو حسینؓ کو محبوب رکھے تو اسے محبوب رکھ۔" اور آپ کا یہ فرمان مبارک ہے: "جو یہ چاہے کہ نوجوانانِ جنت کے سردار کو دیکھے، وہ حسین بن علیؓ کو دیکھ لے۔"

ایک روز سیدنا ابن عمرؓ کعبے کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، دیکھا کہ سیدنا حضرت حسینؓ سامنے سے آرہے ہیں، انہیں دیکھ کر آپؓ نے فرمایا: "یہ ہستی اس زمانے میں اہل آسمان کے نزدیک سارے اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے۔"

کربلا کا نام آج بھی ہمارے لبوں پر آتا ہے تو سیدنا حضرت امام حسینؓ بن علیؓ اور آپؓ کے مقدس جاں نثاروں کی جرأتوں، ہمتوں اور شہادتوں کا تذکرہ ہمراہ لاتا ہے۔ سماعت سے لفظ کربلا ٹکراتا ہے تو بے مثال قربانیوں کا تصور از خود دل میں ابھرتا ہے۔ سرزمین کربلا کا کہیں بھی ذکر ہوتا ہے تو وفا شعاریوں اور جاں نثاروں کی لازوال داستانوں کا خیال خود بخود دل و دماغ میں گونجنے لگتا ہے، کربلا کی فضائیں اور ہوائیں آج بھی انمول جذبوں کی امین ہیں، جو سیدنا حسین بن علیؓ اور آپؓ کے جاں نثاروں، جاں بازوں اور سرفروشوں کے سینوں میں موجزن تھے، جب بھی اور جہاں کہیں شہادت کی تاریخ رقم کی جائے گی کربلا کا نام نمایاں ہوگا۔

تاریخی روایات کے مطابق نواسۂ رسول، شہید کربلاؓ ے نفوس قدسیہ کے ہمراہ وارد ہوئے اور میدان کربلا میں حق وصداقت اور جرأت وشجاعت کی وہ بے مثال تاریخ رقم کی جس پر انسانیت ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ جب سیدنا حسین ابن علیؓ اپنے جاں نثاروں کے ہمراہ کربلا کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے تمام باتوں کے جواب میں ایک بات فرمائی: میں نے (اپنے نانا) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، آپؐ نے تاکید کے ساتھ اس میں مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے، اب بہرحال میں یہ کام کروں گا خواہ مجھے نقصان ہو یا فائدہ پوچھنے والے نے پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: ”ابھی تک کسی کو نہیں بتایا، نہ بتاؤں گا، یہاں تک کہ اپنے پروردگار عزوجل سے جاملوں گا۔“

امام حسینؓ اور ان کے رفقاء معرکۂ حق وباطل میں حق وصداقت اور جرأت وشجاعت کا علم بلند کیے ریگ زار کرب وبلا میں جرأت واستقامت کی بے مثال تاریخ رقم کر کے حق وصداقت کا پیغام دے گئے۔

دنیا کی تاریخ کا ہر ورق انسانوں کے لیے عبرتوں کا مرقع ہے، خصوصاً دنیا کی تاریخ کے اہم واقعات انسانوں کے لئے ہر شعبۂ زندگی میں اہم نتائج سامنے لاتے ہیں، جو کسی دوسری تعلیم وتلقین سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے قرآن کریم کا ایک بہت بڑا حصہ قصص اور تاریخ پر مشتمل ہے، قرآن پاک نے قصص کے ٹکڑے بیان کر کے نتائج کے لئے پیش فرمائے ہیں۔

سیدنا حضرت حسین بن علیؓ کی شہادت، نہ صرف اسلامی تاریخ کا اہم واقعہ ہے بلکہ پوری دنیا کی تاریخ میں بھی اسے خاص امتیاز حاصل ہے، اس میں ایک طرف ظلم وجور وسنگ دلی ہے تو دوسری طرف آلِ رسول کے چشم وچراغ اور ان کے متعلقین کی چھوٹی سی جماعت کے باطل کے مقابلے پر جہاد، اس پر ثابت قدمی اور جاں نثاری کے محیرالعقول واقعات ہیں جن کی نظیر تاریخ میں ملنا مشکل ہے، ان میں آنے والی نسلوں کے لئے ہزاروں عبرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

آپ کا وہ تاریخی خطبہ جو آپؓ نے مقام بیضہ میں دیا، تاقیام قیامت ہماری رہنمائی کرتا رہے گا اور ہمیں حق پرستی کی شمع روشن رکھنے کا درس دے گا۔ آپؓ نے حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد پرجوش انداز میں فرمایا:

”لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایسے بادشاہ کو دیکھا جو ظالم ہے، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرتا ہے، خدا کے عہد کو توڑتا ہے، سنت رسول کی مخالفت کرتا ہے، خدا کے بندوں کے درمیان گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے (پھر یہ سب کچھ دیکھنے والے کو اس پر عملاً یا قولاً غیرت نہ آئی تو اللہ کو یہ حق ہے کہ اس (ظالم) بادشاہ کی جگہ اس دیکھنے والے کو دوزخ میں داخل کردے، میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت قبول کرلی ہے اور اطاعت رحمٰن چھوڑ دی اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد پھیلا رکھا ہے، حدود خداوندی کو معطل کردیا ہے، غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال اشیاء کو (از خود) حرام کردیا ہے، اس لئے مجھے ان باتوں پر غیرت آنے کا زیادہ حق ہے، میرے پاس بلاوے کے تمہارے خطوط آئے، بیعت کا پیام لے کر تمہارے قاصد آئے، انہوں نے کہا کہ تم مجھے (ہرگز) دشمنوں کے سپرد نہ کرو گے اور بے یارو مددگار نہ چھوڑو گے، اگر تم اپنی بیعت کا حق ادا کروگے تو ہدایت پاؤ گے، میں حسین بن علیؓ وابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل بیت تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں، تمہارے لئے میری ذات (بہترین) نمونہ ہے، اب اگر تم اپنے فرائض بجا نہ لاؤ گے اور عہد وپیمان توڑ کر اپنی گردنوں سے میری بیعت کا حلقہ اتار لو گے تو قسم بخدا! تم سے یہ بعید نہیں، تم میرے والد، بھائی اور چچازاد کے ساتھ ایسا کرچکے ہو، جو تمہارے فریب میں آئے، وہ فریب خوردہ ہے، تم نے عہد توڑ کر اپنا حصہ ضائع کردیا (تو) جو عہد شکنی کرے، اس کا وبال اس کے سر ہے، عنقریب خدا مجھے تمہاری امداد سے بے نیاز کردے گا۔“ (طبری)

نواسۂ رسول، حضرت امام حسینؓ شہادت کے عظیم رتبے سے سرفراز ہوئے، بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کے لئے یہ دن عطا فرمایا کہ جس دن کی عظمت اور بزرگی دیگر دنوں سے حرمت والی ہے۔ آج جب پوری دنیا اسلام کے خلاف صف آرا ہوچکی ہے، ان حالات میں ضرورت ہے کہ اسوۂ شبیریؓ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کریں۔ معاشرے میں قیام امن، رواداری اور تحمل وبرداشت کے فروغ کے لئے اسوۂ شبیریؓ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور دینی وملی یگانگت کو فروغ دیا جائے۔ ☆☆☆

دورِ نبوی میں اسلامی ریاست کا نقشہ

مولانا زاہد الراشدی

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل یثرب کے علاقہ میں ریاست کا ماحول بن چکا تھا اور اس خطہ میں قبائلی معاشرہ کو ایک باقاعدہ ریاست و حکومت کی شکل دینے کی تیاریاں مکمل تھیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق انصار مدینہ کے قبیلہ بنوخزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے اس بحیرہ (سمندر کے کنارے ساحلی پٹی) کے لوگوں نے باقاعدہ حکومت کے قیام کا فیصلہ کر کے عبداللہ بن ابی کو اس کا سربراہ منتخب کر لیا تھا اور صرف تاج پوشی کا مرحلہ باقی رہ گیا تھا کہ آپ یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جس سے عبداللہ بن ابی کی بادشاہی کا خواب بکھر گیا۔ البتہ وہ ریاست تشکیل پا گئی اور اس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطہ کے قبائل کے درمیان ''میثاق مدینہ'' کے عنوان سے معاہدہ کرا دیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم اعلیٰ تسلیم کر لیا گیا۔ یہ ''ریاست مدینہ'' کا نقطۂ آغاز تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اس ریاست کو نظریاتی اساس فراہم ہوئی جس کی وجہ سے اسے علاقائی محدودیت سے نکال کر دنیا کی وسعت کے ایسے امکانات میسر آ گئے کہ یہ ریاست جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک صرف دس سال کے عرصہ میں پورے جزیرۃ العرب کا احاطہ کر چکی تھی اور اس کے بعد ربع صدی کے اندر ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بہت سے علاقوں کو اس نے اپنے دائرہ میں شامل کر لیا تھا۔

ریاست کی تعریف عام طور پر یہ کی جاتی ہے کہ کسی متعینہ علاقہ کے رہنے والے لوگ ایک باقاعدہ حکومتی نظم کے تحت زندگی بسر کر رہے ہوں تو وہ علاقہ ریاست کہلاتا ہے۔ چنانچہ ریاست مدینہ کو یہ حیثیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حاصل ہو گئی تھی کہ ایک مستحکم نظام حکومت قائم تھا، جس میں: (۱) مشاورت (۲) داخلی نظم و نسق (۳) دفاع (۴) معیشت (۵) عدلیہ اور (۶) خارجہ تعلقات و معاہدات کے اہم شعبے منظم طریقہ سے کام کر رہے تھے۔ جبکہ اس ریاست کی حدود بھی متعین اور واضح تھیں جیسا کہ غزوۂ تبوک سے ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ سلطنت روم کی افواج مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لئے شام میں تیاریاں کر رہی ہیں، شام اس وقت رومی سلطنت کا صوبہ تھا اور بتایا جاتا ہے کہ خود قیصر روم اس حملہ کی تیاریوں کے لئے شام میں موجود تھا، جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اطلاعات پر یہ فیصلہ کیا کہ رومی فوجوں کو مدینہ منورہ پر حملے کا موقع دینے کی بجائے خود پیش قدمی کر کے شام کے علاقہ کو میدان جنگ بنایا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے بھاری لشکر تیار کر کے شام کی طرف سفر شروع کر دیا لیکن تبوک جا کر رک گئے جو کہ شام کی سرحد پر واقع ہے اور آج بھی سعودی عرب کا سرحدی شہر ہے۔ آپؐ وہاں سے آگے نہیں بڑھے اور ایک ماہ تک وہیں قیام کر کے رومی فوجوں کے حملہ کا انتظار کرتے رہے۔ قیصر روم کو جب پتہ چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی قیادت کرتے ہوئے تبوک تک آ گئے ہیں تو اسے حملہ کی ہمت نہیں ہوئی اور آپؐ تبوک کے علاقہ میں ایک ماہ قیام کرنے کے بعد لشکر سمیت مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

تبوک مدینہ منورہ سے اس وقت ایک ماہ کی مسافت پر تھا اور اسی واقعہ کے حوالہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''نصرت بالرعب مسیرۃ شہر'' ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ غزوۂ تبوک سے دوسرے مقاصد کے ساتھ ساتھ ایک مقصد یہ بھی حاصل ہوا کہ اسلامی ریاست اور رومی سلطنت کے درمیان بین الاقوامی سرحد کا تعین ہو گیا اور یہ تعین خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہوا۔ اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے قبل جو چند ہدایات دی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ ''اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب'' کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے وصال کے وقت جزیرۃ العرب اسلامی ریاست کے دائرہ میں شامل ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے دو انتہائی کنارے یمن اور بحرین بھی اس ریاست کا حصہ بن گئے تھے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

احکامات جاری ہوتے تھے۔

اسلامی ریاست اور دوسرے ممالک کے درمیان سرحدات کا تعین نہ صرف یہ کہ واضح تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرحدات کے احترام کا بھی حکم دیا تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک روایت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں ان کا رومی حکومت کے ساتھ کچھ عرصہ تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تھا، اس معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے چند روز قبل حضرت معاویہؓ نے دمشق سے اسلامی فوجوں کو روم کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود کمان کرتے ہوئے روم کی سمت روانہ ہوگئے۔ سفر کے کچھ مراحل طے کر چکے تھے کہ ایک بزرگ صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسؓ تیز رفتاری کے ساتھ ان کا تعاقب کر کے لشکر تک پہنچے اور حضرت معاویہؓ کو یاد دلایا کہ ان کا ایک متعین مدت تک رومیوں کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ موجود ہے تو وہ لشکر ساتھ لے کر روم کی طرف پیش قدمی کیوں کر رہے ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا کہ مجھے بھی وہ معاہدہ یاد ہے اور مدت بھی معلوم ہے جس کی خلاف ورزی کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ البتہ میں نے یہ حکمت عملی اختیار کی ہے کہ معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے قبل روم کی سرحد پر لشکر پہنچا دوں تا کہ مدت ختم ہوتے ہی حملہ کر سکوں۔ اس پر حضرت عمرو بن عبسؓ نے بتایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کسی قوم کے ساتھ تمہارا جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو تو معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے قبل اپنی فوجوں کو مرکز سے حرکت نہ دو۔ حضرت معاویہؓ نے اس پر حضرت عمرو بن عبسؓ سے صرف یہ سوال کیا کہ کیا یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے خود سنی ہے؟ انہوں نے اس کا جواب ہاں میں دیا، تو حضرت معاویہؓ نے کسی حیل و حجت کے بغیر لشکر کو واپسی کا حکم دے دیا اور خود اس کی قیادت کرتے ہوئے دمشق لوٹ گئے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں اسلامی ریاست کا نقشہ بالکل واضح تھا، اس کی سرحدات متعین تھیں اور بین الاقوامی سرحدات کے بارے میں واضح قوانین وضوابط بھی موجود تھے، اس لئے یہ کہنا کہ اسلام کے دور اول میں ریاست، حکومت، یا سرحدات کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا تھا، تاریخ سے بے خبری یا تاریخی حقائق کو شکوک و شبہات کے دھندلکوں میں غائب کر دینے کی ناکام کوشش ہی کہلا سکتا ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۱۹ر ستمبر ۲۰۱۶ء)

تحفظ ختم نبوت سیمینار

کراچی.... (رپورٹ: مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا۔ سیمینار کی تیاری کے لئے ائمہ مساجد کا اجلاس ہوا، علاقہ کے اسکولز میں اساتذہ کرام، پرنسپل وطلبا کو سیمینار کی دعوت دی گئی۔ سیمینار کا آغاز گجر ہال میں صبح ۱۰ بجے ہوا تلاوت کلام پاک قاری محمد سلیم اور نعت رسول مقبول جناب محمد عرفان سعید نے پیش کی۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ صرف مولویوں کی ذمہ داری نہیں، بلکہ تمام مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے۔ سیمینار کی صدارت جامعہ بنوری ٹاؤن کے مفتی محمد شفیق عارف مدظلہ نے کی۔ مکتبۂ اہلحدیث کے راہنما شیخ محمد اسحق نذیر مدظلہ نے کہا کہ قادیانیت کا کفر واضح ہے۔ قادیانیت کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ عوام الناس میں اس عقیدہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ایسے پروگرامات منعقد کرنا ضروری ہیں۔ مولانا محمد قاسم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی صرف اسلام کے ہی نہیں بلکہ ملک عزیز کے بھی دشمن وغدار ہیں۔ ملعون قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا تھا۔ مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آپ حضرات باخبر رہیں، ہر ساتھی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔

آخر میں مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تفصیلی گفتگو فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہماری قادیانیوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں اگر دن میں ان کے خلاف گفتگو کرتے ہیں تو رات کو اللہ توفیق دے تو اٹھ کر ان کی ہدایت کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں۔ ایک دن وہ تھا جب قادیانیوں کے شہر ربوہ کا نام مٹا تھا، ان شاء اللہ! وہ دن بھی دور نہیں جب ان کا نام صفحہ ہستی سے بھی مٹے گا۔ قادیانیوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، اس لئے کہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ ہمارا بھی نہیں۔

سیمینار میں علاقہ کی دینی وسیاسی شخصیات نے شرکت کی، جن میں مولانا قاری شبیر احمد عثمانی مدظلہ، مولانا حشمت اللہ خان، مولانا محمد بلال، مفتی محمد یونس خان، قاری نذیر احمد فاروقی، مولانا نصر من اللہ، جمال خان کاکڑ، چوہدری محمد دانیال گجر اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کا حکم!

مفتی محمد راشد ڈسکوی

اسلامی سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کو سال کے بارہ مہینوں میں خاص طرح کا امتیاز حاصل ہے، صحیح البخاری میں ایک حدیث مبارکہ ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک طویل اور نہایت ہی قیمتی نصائح پر مشتمل خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں یہ بات بھی تھی کہ:

"(اس وقت) زمانہ اسی رفتار اور ہیئت پر آچکا ہے، جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا تھا، ایک سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، جن میں سے تین مہینے یعنی: ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم الحرام تو مسلسل ہیں اور ایک "رجب" کا مہینہ ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔" (صحیح بخاری، رقم الحدیث:۳۱۹۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف فرمانات کے مطابق اس ماہ مبارک میں کیے جانے والے اعمال کا اجر بنسبت دیگر ایام یا مہینوں کے زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے میں روزے رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا: "رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے اللہ تعالیٰ کے یہاں محرم الحرام کے روزے ہیں۔" (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۱۶۳)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس مہینے میں فضیلت محض روزے رکھنے کی ہی نہیں ہے بلکہ ہر نیک عمل بہت بڑھا ہوا ہے، چنانچہ اعمال میں سے ایک بڑا اور اہم عمل نکاح کا بھی ہے، معاشرے میں ماہ محرم الحرام سے متعلق کچھ ایسا تصور اور رجحان عام ہو چکا ہے کہ اس مہینے میں نہ نکاح کرنا ہے اور نہ ہی شادی، حالانکہ شریعت کا مزاج اور احکامات اس کی صریح نفی کرتے ہیں۔

"عمل نکاح" چاہے کسی مہینے میں ہو، یہ اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اور مباح کام کا ناجائز ہونا کسی واضح ممانعت سے ممکن ہوتا ہے۔ لیکن اس مہینے میں، یا اس کے علاوہ کسی اور بھی مہینے میں شریعت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں ملتی، نہ کتاب وسنت میں، نہ اجماع امت سے اور نہ ہی قیاس وغیرہ سے۔ چنانچہ جب ایسا ہے تو اس میں نکاح اپنی اصل (مباح ہونے) کے اعتبار سے جائز ہی رہے گا۔

بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہائے کرام کا اس بات پر (کہ محرم یا اس کے علاوہ کسی بھی مہینے میں نکاح کرنا ناجائز نہیں ہے) کم از کم اجماع سکوتی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین اور متقدمین یا متاخرین فقہاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس ماہ مبارک میں شادی، بیاہ وغیرہ کو ناجائز قرار دیتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی اس کو منع بھی کرتا ہوگا تو اس کا منع کرنا بغیر دلیل کے ہوگا اور کسی بھی درجہ قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

اس ماہ میں نکاح سے منع کرنے کی بنیاد کیا ہے؟ چنانچہ تتبع سے عقلاً اس کی بنیاد اس مہینے کا منحوس ہونا ہو سکتی ہے، یا غم والا مہینہ ہونا (جس کی بناء پر سوگ کو لازم سمجھا جاتا ہے اور سوگ والے دنوں یا مہینوں میں شادی کو ناجائز سمجھا جاتا)۔ ذیل میں ہر دو امر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

کیا ماہ محرم نحوست والا مہینہ ہے؟

مزاج شریعت سے معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی اس مہینے کی نحوست کا قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوات سے بہت پہلے سے ہی اس مہینے کا معزز ومکرم اور صاحب شرف ہونا مشہور ومعروف چلا آ رہا ہے، حتیٰ کہ زمانے کی ابتداء سے اب تک ہر ذی شان کام کا اسی مہینے میں وقوع پذیر ہونا زبان زد عام ہے۔ بلکہ روایات کے مطابق تو وقوع قیامت کا عظیم الشان واقعہ بھی اس مہینے میں ہوگا۔

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے میں روزے رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا: "رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے اللہ تعالیٰ کے یہاں محرم الحرام کے روزے ہیں۔" (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۱۶۳)

چنانچہ اتنا سب کچھ ہوتے ہوئے اس مہینہ کو نحوست والا قرار دینا ممکن ہی نہیں، لہٰذا اس بناء پر تو اس مہینے میں نکاح سے روکنا عقلاً بھی ممکن نہیں ہے۔

کیا ماہ محرم غم والا مہینہ ہے؟:

اس مہینے میں شادی سے روکنے والے اگر اس بنیاد پر شادی سے روکتے ہیں کہ یہ غم اور سوگ کا مہینہ ہے لہٰذا اس مہینے میں خوشی نہیں منانی چاہیے، کیوں؟! اس لئے کہ اس مہینے میں نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے چھوٹوں اور بڑوں کو ظالمانہ طور پر نہایت بے دردی سے شہید کردیا گیا، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے غم منانا، سوگ کرنا اور ہر خوشی والے کام سے گریز کرنا ضروری ہے، تو یہ انتہاء درجے کی جہالت اور احکامات دینیہ سے ناواقفیت کی علامت ہے، اس لئے کہ ”شہادت“ جیسی نعمت بے بہا کسی بھی طور پر غم کی چیز نہیں ہے، یہ تو سعادت اور فخر کی چیز ہے۔ یہاں سوچنا تو یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں شریعت کی طرف سے کیا راہ نمائی ملتی ہے؟؟!! تعلیمات نبویہ علیٰ صاحبہا الف تحیہ سے تو یہ سبق ملتا ہے کہ شہادت کا حصول تو بے انتہا سعادت کی بات ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا شوق شہادت:

یہی وجہ تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستقل حصولِ شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل مدینہ، باب کراھیۃ النبی ﷺ أن تعری المدینۃ، رقم الحدیث: ۱۸۹۰، ۳/۲۳، دار طوق النجاۃ)

حضرت خالد بن ولیدؓ کا شوق شہادت:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنہیں بارگاہِ رسالت سے سیف اللہ کا خطاب ملا تھا، وہ ساری زندگی شہادت کے حصول کی تڑپ لئے ہوئے قتال فی سبیل اللہ میں مصروف رہے، لیکن اللہ کی شان انہیں شہادت نہ مل سکی، تو جب ان کی وفات کا وقت آیا تو پھوٹ پھوٹ کے رو پڑے کہ میں آج بستر پر پڑا ہوا اونٹ کے مرنے کی طرح اپنی موت کا منتظر ہوں۔

(البدایہ والنھایہ، سنۃ احدی وعشرین، ذکر من توفی احدی وعشرین: ۷/۱۱۴، مکتبۃ المعارف، بیروت)

جناب رسول اللہ ﷺ کا شوق شہادت:

شہادت تو ایسی عظیم سعادت اور دولت ہے، جس کی تمنا خود جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے کی اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں، پھر شہید کردیا جاؤں، (پھر مجھے زندہ کردیا جائے) پھر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور شہید کردیا جاؤں، (پھر مجھے زندہ کردیا جائے) پھر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور پھر شہید کردیا جاؤں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب: فضل الجھاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم الحدیث: ۴۹۶۷)

الغرض یہاں تو صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ شہادت تو ایسی نعمت ہے جس کے حصول کی شدت سے تمنا کی جاتی تھی، یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر افسوس اور غم منایا جائے، اگر اس عمل کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر غور کرلیا جائے کہ پورے سال کا ایسا کون سا مہینہ یا دن ہے؟ جس میں کسی نہ کسی صحابی رسول کی شہادت نہ ہوئی ہو، کتب تاریخ اور سیر کو دیکھ لیا جائے، ہر دن میں کسی نہ کسی کی شہادت مل جائے گی، مثلاً:

صفر: ۳ھ میں مقام رجیع میں ۸ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا۔ صفر: ۴ھ میں بیئر معونہ کے واقعے میں کئی اصحاب صفہ کو شہید کیا گیا۔ صفر: ۵۲ھ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

ربیع الاول: ۱۸ھ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ربیع الاول: ۲۰ھ میں ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

ربیع الثانی: ۲۱ھ میں مقام نہاوند میں ایرانی کفار سے لڑائی کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو لاکھ ایرانیوں کے مقابلے کے لئے چالیس ہزار مسلمانوں کی فوج بھیجی جس میں تقریباً تین ہزار مسلمان شہید ہوئے اور کفار کے تقریباً ایک لاکھ افراد واصل جہنم ہوئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ ربیع الثانی: ۳۱ھ میں مشہور صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ربیع الثانی: ۵۰ھ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

جمادی الاولیٰ: ۸ھ میں حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ اور اسی سال، اسی مہینے حضرت عبادہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ جمادی الاولیٰ: ۸ھ میں ہی غزوہ موتہ ہوا، جس میں کئی جلیل القدر اصحاب رسول رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

جمادی الاخریٰ: ۴ھ میں حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ جمادی الاخریٰ: ۱۳ھ میں صحابی رسول حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ جمادی الاخریٰ: ۲۱ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ جمادی الاخریٰ: ۵۰ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کی وفات ہوئی۔

رجب المرجب: ۱۵ھ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ رجب المرجب: ۲۰ھ میں حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ رجب المرجب: ۴۵ھ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

شعبان: ۹ھ میں بنت رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ شعبان: ۵۰ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ شعبان: ۹۳ھ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

رمضان: ۱۰ ہجری نبوی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ رمضان: ۲ھ میں بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ رمضان: ۱۱ھ میں بنت رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ رمضان: ۳۲ھ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

شوال: ۳ ہجری میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ شوال: ۳۸ ہجری میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

ذوالقعدہ: ۶۲ ہجری میں مشہور تابعی حضرت مسلمہ بن مخلد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ ذوالقعدہ: ۱۰۶ ہجری میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کا انتقال ہوا۔

ذوالحجہ: ۵ ہجری میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ ذوالحجہ: ۶ ہجری میں حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ذوالحجہ: ۱۲ ہجری میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

اس پوری تاریخ کا مقتضی تو یہ ہے کہ ان میں سے ہر دن کو اظہار غم اور افسوس بنایا جائے۔ اور شادی وغیرہ ہر خوشی اور اظہار خوشی سے گریز کیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

نیز! اس بات کو بھی دیکھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی تو کئی عظیم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب شخصیات کو شہادت ملی، لیکن کیا ہمارے پیارے نبی نے بھی ان کی شہادت کے دن کو بطور یادگار کے منایا؟؟!!! نہیں! بالکل نہیں! تو پھر کیا ہم اپنے نبی سے زیادہ غم محسوس کرنے والے ہیں؟! لہٰذا! ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔

شرعاً سوگ کرنے کا حکم:

شرعاً سوگ کرنے کی اجازت صرف چند صورتوں میں ہے اور وہ بھی صرف عورتوں کے لئے نہ کہ مردوں کے لئے:

(۱) ایسی عورت جس کو طلاق بائن دی گئی ہو اس کے لئے صرف زمانہ عدت میں۔

(۲) جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، اس کے لئے صرف زمانہ عدت میں۔

(۳) کسی قریبی رشتے دار کی وفات پر صرف تین دن کے لئے۔ اس کے علاوہ کسی بھی موقع پر عورت کے لئے سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔

اور سوگ کا مطلب یا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس عرصہ میں زیب و زینت اور بناؤ سنگھار نہ کرے، زینت کی کسی بھی صورت کو اختیار نہ کرے، مثلاً: خوشبو لگانا، سرمہ لگانا، مہندی لگانا اور رنگ برنگے خوشنما کپڑے وغیرہ پہننا، اس کے علاوہ کوئی صورت اپنانا، مثلاً: اظہار غم کے لئے سیاہ لباس پہننا یا بلند آواز سے آہ و بکا جائز نہیں۔ نیز! مردوں کے لئے تو کسی صورت میں سوگ کی اجازت نہیں ہے۔

بنت رسول حضرت فاطمہؓ کی شادی

بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ ایک معتبر قول کے مطابق امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی اسی ماہ مبارک میں ہوئی، اگرچہ اس قول کے علاوہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

تاریخ مدینۃ الدمشق لابن عساکر، باب ذکر بنیہ وبناتہ علیہ الصلاۃ والسلام وأزواجہ: ۳/۱۲۸، دار الفکر۔ تاریخ الرسل والملوک للطبري، ذکر ما کان من الأمور في السنۃ الثانیۃ، غزوۃ ذات العشیرۃ، ۲/۴۱۰، دار المعارف بمصر)

محرم الحرام کے دنوں میں فیس بک اور واٹس ایپ وغیرہ سوشل میڈیا پر ایک میسج بہت زیادہ گردش کرتا ہے، جس میں تین شخصیات کے نکاح کا محرم الحرام میں ہونا مذکور ہوتا ہے: [۱] زوجۃ النبی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ [۲] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے۔ [۳] حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔

تو اس میسج کا تحقیقی رُخ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۲/ ہجری میں ہوا، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ کون سا تھا، تو اس میں تین طرح کے اقوال ملتے ہیں، محرم الحرام، صفر المظفر اور ذوالحجہ۔ ابن عساکر اور طبری رحمہما اللہ نے محرم الحرام کے مہینے میں نکاح ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

بقیہ دو شخصیات کا نکاح بھی محرم میں نہیں ہوا، جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ۷ ہجری، ماہ صفر میں ہوا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ۳/ ہجری میں ربیع الاول کے مہینے میں ہوا اور رخصتی جمادی الاخری کے آخر میں ہوئی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اپنے مدعی کے ثبوت کے لئے غیر محقق امور کو پیش کرنا مناسب نہیں ہے، معتبر اور محقق بات ہی پیش کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔

چند فقہی کتب کا حوالہ:

اکابرین مفتیانِ عظام کے فتاویٰ میں اس کی تصریحات موجود ہیں، ذیل میں فتاویٰ رحیمیہ سے اسی مسئلے کا جواب نقل کیا جاتا ہے:

(الجواب): ماہ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں، حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے

خویش واقارب کی وفات پر تین دن سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے، دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر إن تحد على ميت فوق ثلث ليال إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً"

ترجمہ: "جو عورت خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی کی موت پر تین رات سے زیادہ سوگ کرے، مگر شوہر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔"

(بخاري، باب: تحد المتوفى عنها أربعة أشهر وعشراً إلخ، ص: ۸۰۳، ج:۲، پ:۲۲)، (صحيح مسلم، باب: وجوب الإحداد في عدة الوفات، إلخ، ص: ۴۹۶، ج:۱)، (مشكوٰة، باب العدة، الفصل الأول، ص: ۲۸۸)

ماہ مبارک محرم میں شادی وغیرہ کرنے کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام میں جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہو، اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

ماہ مبارک میں شادی وغیرہ کے بارے میں دیوبندی اور بریلوی میں اختلاف بھی نہیں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا فتویٰ پڑھیے:

(سوال) بعض سنی جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر میں روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ ۲: ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔ ۳: ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے، اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ (احکام شریعت، ص: ۹۰، ج:۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ، کتاب البدعة والسنة، ماہ محرم میں شادی کرے یا نہیں؟ ۲/۱۱۵، دارالاشاعت، کراچی)

اسی طرح فتاویٰ حقانیہ (کتاب البدعة والرسوم محرم الحرام میں شادی کرنے کا حکم؟ ۲/۹۶، جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک) میں بھی موجود ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر طرح کے منکرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رکھے، آمین۔

☆☆..........☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

کراچی.... (رپورٹ: مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس بروز اتوار بعد نماز مغرب توحید مسجد گلشن حدید فیز ون میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا اقبال اللہ مدظلہ نے کی۔

کانفرنس کا آغاز قاری امیر معاویہ کی تلاوت سے ہوا، جبکہ ہدیۂ نعت حافظ زین العابدین جلالی وحافظ محمد اطہر جلالی نے پیش کی۔ حضرت مولانا احسن رانجھ نے پُرسوز اشعار سے مجلس کو چار چاند لگادیے، بعد نماز عشاء پروگرام کی دوسری نشست منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری رہنواز نے پیش کی۔ مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام ہماری زندگی کا مقصد ہے، ہم میں سے ہر کلمہ گو مسلمان کو اس کام سے جڑنا ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا ہے۔ قادیانیت کا بائیکاٹ شریعت کے عین مطابق اور پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت ہے۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کی کامیابی یہ امت مسلمہ کی ۹۰ سالہ جدوجہد کا صلہ ہے، بزرگوں نے ہمیں جس راستے پر لگایا تھا الحمدللہ! آپ کی جماعت اسی آب وتاب کے ساتھ عدم تشدد کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے پوری دنیا میں کامیابیوں وکامرانیوں سے ہمکنار ہورہی ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر قادیانی اپنے ناپاک مذہب سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں۔

پروگرام کے روح رواں خطیب جامع مسجد توحید مولانا ولی اللہ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ان شاءاللہ! ہم اپنے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو کسی حال میں برداشت نہیں کریں گے۔

پروگرام میں معززین علاقہ محترم جناب راؤ ذوالفقار صاحب، راؤ صفدر صاحب چیئرمین یوسی ۲۲ گلشن حدید، چوہدری فضل حق چیئرمین یوسی ۲۳ گلشن حدید کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام واہالیان علاقہ نے شرکت کی۔ راقم الحروف نے آنے والے تمام معززین کا شکریہ ادا کیا اور پروگرام شاہین ختم نبوت کی دعا اور پاکستان زندہ باد کے نعرہ پر اختتام پذیر ہوا۔

جنوبی افریقا

قادیانیت کے بارے میں عدالت عالیہ کا فیصلہ

تحریر: پروفیسر خورشید احمد
انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

پاکستان میں قومی اسمبلی اور سینیٹ نے ۱۹۷۴ء میں ایک تاریخی دستوری ترمیم کے ذریعہ جو متفقہ طور پر منظور ہوئی، مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام پیروؤں کو خواہ ان کا تعلق احمدی قادیانی گروہ سے ہو یا احمدی لاہوری گروہ سے، اسلام کے دائرہ سے خارج اور ایک مستقل بذات مذہب قرار دیا۔ اس ترمیم کے نتیجہ میں ”مسلمان“ کی ایک ایسی واضح اور دستوری تعریف متعین ہوگئی جس کی روشنی میں ساری دنیا میں مسلمان اور قادیانی دو الگ امتیں قرار پائے۔ امت مسلمہ کے اس اجماعی فیصلہ کو ساری دنیا میں تسلیم کرلیا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اس طرح ایک ایسے فتنہ کی صحیح پوزیشن کا تعین ہوگیا جو ایک صدی سے امت مسلمہ کو برطانوی سامراج کی اسکیم کے تحت منتشر کرنے اور اس کے عقیدہ اور عمل میں دراڑیں ڈالنے میں مصروف تھا۔

پاکستان اور عالم اسلام میں اس ہزیمت کے بعد قادیانی گروہ نے اپنی سرگرمیاں امریکا، یورپ اور افریقا کے ان ممالک میں تیز تر کردیں جہاں عیسائی یا سیکولر حکومتیں ان کو تحفظ فراہم کررہی تھیں۔ جنوبی افریقا میں احمدیوں نے مسلمانوں کو چیلنج کیا اور کیپ ٹاؤن کی عدالت عالیہ میں اپنا یہ ”حق“ منوانے کی کوشش کی کہ ان کو ”مسلمان“ تسلیم کیا جائے اور مسلمانوں کی مساجد میں عبادت اور ان کے قبرستانوں میں دفن کا ”حق“ دلوایا جائے۔ یہ مقدمہ ۱۹۸۲ء میں دائر کیا گیا اور اس کا آخری فیصلہ اب اگست ۱۹۹۵ء میں ہوا ہے۔ الحمدللہ! جنوبی افریقا کی اعلیٰ ترین عدالت کے فل بنچ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں، اس امر کا فیصلہ کرنے کے مجاز خود مسلمان اور ان کے اعلیٰ ترین دینی اور قانونی ادارے ہیں اور ایک سیکولر حکومت کو اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے جو مسلمان خود طے کرتے ہیں اور ان پر اپنی کسی تعبیر کو مسلط نہیں کرنا چاہیے۔

کیپ ٹاؤن میں احمدیوں کی ایک نہایت قلیل تعداد مقیم ہے۔ اس گروہ کے چند افراد نے پہلے تو زبردستی وہاں کی مساجد میں داخل ہونے کی کوشش کی جسے مسلمان کمیونٹی نے سخت ناپسند کیا، پھر انہوں نے کیپ ٹاؤن کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ مسلم جوڈیشل کونسل (MJC) جس نے احمدیوں کے غیر مسلم ہونے کا اعلان کیا تھا اور جس میں کیپ ٹاؤن کی تمام ہی مساجد کے امام اور دوسرے علماء شریک ہیں، کے خلاف دائر کرایا اور بنیادی حقوق کا سہارا لے کر مطالبہ کیا کہ عدالت ان کو مساجد میں داخلہ مدارس سے استفادہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کے حقوق دلائے۔ مقدمہ نے صرف جنوبی افریقا ہی نہیں پورے براعظم افریقا میں اہمیت اختیار کرلی۔ جنوبی افریقا کی تمام مسلمان تنظیموں نے، ہر اختلاف سے صرف نظر کرکے اس مقدمہ میں مسلمانوں کے موقف کو یک جان اور یک زبان ہوکر پیش کیا اور عالم اسلام نے بھی مدد کی درخواست کی۔ جامع الازہر نے ایک خاص ”فتویٰ“ جاری کیا اور پاکستان نے ایک وفد مولانا ظفر احمد انصاری مرحوم کی قیادت میں بھیجا جس نے مسلم جوڈیشل کونسل کی مدد کی۔ جنوبی افریقا کے مشہور وکیل اسماعیل محمد اور اٹارنی احمد چوہان نے بڑی قابلیت کے ساتھ مقدمہ کی پیروی کی۔ پاکستان کی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بطور گواہ اور علمی معاون کے دو ہفتے سے زیادہ عدالت کے سامنے مسلمانوں کا موقف پیش کیا۔ جسٹس محمد افضل چیمہ، جسٹس محمد تقی عثمانی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ڈاکٹر حبیب الحق ندوی اور تحریک ختم نبوت کے علماء نے ہر ممکن معاونت کی۔ مجھے بھی اس مقدمہ کے سلسلہ میں دوبار شریک عدالت ہونے کا موقع ملا۔

کیپ ٹاؤن کی سپریم کورٹ میں مقدمہ کی سماعت دو محور پر گردش کرتی رہی۔ اول یہ کہ آیا احمدی اور لاہوری مسلم ہیں یا مرتد! دوسرے یہ کہ آیا سیکولر عدالت کو کسی مذہبی کمیونٹی کے عقائد کے بارے میں فیصلہ صادر کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ جج برمن (Berman) نے بڑی جسارت کے ساتھ یہ فیصلہ صادر کردیا کہ سیکولر عدالت قطعی مجاز ہے کہ وہ مذہبی عقائد سے متعلق مسائل میں بھی اپنے فیصلے صادر کرے بلکہ ان معاملات میں سیکولر عدالت زیادہ باصلاحیت ہے، کیونکہ اس کا فیصلہ خالص انصاف پر مبنی ہوگا اور غیر جانبدارانہ بھی۔ ایم جے سی نے عدالت کے فیصلہ کو قبول کرنے سے

انکار کردیا اور مقدمہ کو شرعی عدالت سے خارج کرنے کی درخواست کی۔ مقدمہ کی سماعت ثانیہ نومبر ۱۹۸۵ء میں شروع ہوئی۔ ۲۰؍نومبر ۱۹۸۵ء کو جج ولیم نے فیصلہ صادر کردیا کہ احمدی لاہوری چونکہ مسلمان ہیں لہٰذا ان کے مسلم حقوق بحال کیے جائیں، مساجد میں داخلہ اور قبرستان میں تجہیز و تکفین کی اجازت دی جائے۔

مسلمانوں نے عدالت کے فیصلہ کو مسترد کردیا اور اعلان کردیا کہ لاہوری احمدی بھی قادیانیوں کی طرح غیر مسلم تھے۔ ایک کافر جج دوسرے کافر کو مسلم قرار نہیں دے سکتا۔ ایم جے سی نے تمام مساجد کے ائمہ اور اراکین کمیٹی کو ہدایت جاری کردی کہ وہ کسی بھی قادیانی احمدی لاہوری یا ان کے حمایتی اور طرفداروں کو مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں اور مسلم قبرستان میں ان کی تدفین کی مزاحمت کریں۔ یہ اعلان بھی کردیا گیا کہ ہر مسلمان عدالت کی حکم عدولی کی سزا بھگتنے اور جیل جانے کے لئے تیار ہے۔ جج ولیم کے فیصلہ کی روشنی میں قادیانی اور ''لاہوری احمدی'' جسارت کے ساتھ مساجد میں داخل ہونے لگے۔ اس سے فرقہ وارانہ کشمکش میں اضافہ ہوا اور تصادم کے خطرات بڑھنے لگے، مساجد اور مقابر میں ان کی مداخلت سے شہر میں فساد کا خطرہ پیدا ہوگیا۔

مسلم جوڈیشل کونسل نے ملک کی سب سے بڑی عدالت میں جج برمن اور ولیم کے فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کی۔ یہ مقدمہ (کیس نمبر ۱۹۹۲/۲۰۱ء) عدالت عالیہ کے بنچ میں پانچ عالی ججوں کے سامنے پیش ہوا اور اس کی سماعت ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۸ اور ۲۹؍اگست ۱۹۹۵ء کو جاری رہی۔ ۲۶؍ستمبر ۱۹۹۵ء کو ججوں نے ۱۷۱ صفحات پر مشتمل اپنا فیصلہ صادر کردیا اور صفحات ۱۵۴ اور ۱۵۵ پر سابق ججوں کے فیصلوں کو مسترد کرتے ہوئے واضح الفاظ میں اعلان کردیا کہ:

''کسی کمیونٹی کے مذہبی عقائد کے بارے میں فیصلہ خود اس کمیونٹی کے علماء اور ماہرین عقائد ہی جو اس عقیدہ کے محافظ، امین اور مجاور ہیں کرسکتے ہیں۔ صرف انہی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ فیصلہ صادر کریں کہ کس فرد کے عقائد، مذہب کے تسلیم شدہ عقائد کے مطابق ہیں اور کس فرد کے عقائد اس کے مخالف ہیں۔ اس حق کو کوئی عدالت یا فرقہ سلب نہیں کرسکتا۔ سیکولر یا دنیاوی عدالت کے لئے غیر موزوں ہے کہ وہ فیصلہ صادر کردے کہ کون مسلمان ہے اور کون مرتد ہے۔ کسی فرد کو مذہب کے دائرہ سے خارج کرنے (Excommunicate) کرنے کا حق بھی علماء ہی کو حاصل ہے۔''

جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ اب ایک عالمی نظیر (Precedent) ہے۔ دنیا کی کسی عدالت میں قادیانی فرقہ یا احمدی اور لاہوری فرقہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ کوئی سیکولر عدالت ان فرقوں کو حق تحفظ دینے کی اہل نہیں۔ ان کے بارے میں حتمی فیصلہ امت مسلمہ کے علماء اور مذہب کے ماہرین ہی کرسکتے ہیں۔ اگر وہ انہیں غیر مسلم یا مرتد قرار دے چکے ہیں تو کوئی سیکولر عدالت انہیں مسلم قرار نہیں دے سکتی ہے۔ قادیانی جو عام طور پر سیکولر عدالتوں کا سہارا لے کر اپنے حقوق کا تحفظ حاصل کیا کرتے تھے اب وہ اس فیصلہ کن نظیر کی روشنی میں اس سے محروم ہوچکے ہیں۔ قادیانی تحریک اب جنوبی افریقہ میں درگور ہوچکی ہے۔ تحریک ارتداد کے کفن میں یہ فیصلہ آخری کیل تھی۔

(ترجمان القرآن، ص:۵۷، جنوری ۱۹۹۶ء)

وطن تو آزاد ہوچکا ہے دماغ و دل ہے غلام اب بھی
پئے ہوئے ہیں شراب غفلت یہاں خواص و عوام اب بھی
ہمارے میخانۂ وطن کا وہی ہے کہنہ نظام اب بھی
کسی کو جام شراب جائز، کسی کو پانی حرام اب بھی
غریب اب بھی الجھ رہے ہیں اسی طرح سے قدم قدم پر
بچھے ہوئے ہیں اُسی طرح سے یہاں امیروں کے دام اب بھی
اسی روش پر ہے دورِ رشوت، وہی ہے سرقہ نما تجارت
ہزاروں انسان کھا رہے ہیں وہی طعامِ حرام اب بھی
جہاں ہو جمہور کی حکومت کہ ایک ٹولی رہے مسلط
یہ بحث تھی ناتمام جب بھی یہ بحث ہے ناتمام اب بھی
غلط ہے یہ تیرا نعرہ ساقی بدل گیا ہے نظامِ محفل
وہی شکستہ سی بوتلیں ہیں، وہی شکستہ سے جام اب بھی

محمودہ سلطانہ

اگر اب بھی نہ جاگے تو....

شکیلی فتنہ

مولانا راشد گورکھپوری، سہارنپور

آج کے پُرفتن دور میں آئے دن نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں اور دنیا جیسے جیسے قیامت کی طرف بڑھ رہی ہے، مختلف قسم کے فتنے بڑی تیزی کے ساتھ رونما ہورہے ہیں، اس وقت امت مسلمہ جہاں خارجی فتنوں سے پریشان ہے وہیں داخلی فتنوں سے بھی جوجھ رہی ہے۔

امت مسلمہ مجموعی طور پر ہلاک نہیں ہوسکتی: امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں ظاہر ہونے والے فتنوں کی بیخ کنی کرنے، امت مسلمہ کو تباہی سے بچانے اور امن وامان کے قیام کے لئے حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خوشخبری سنائی ہے:

”کیف تھلک امۃ انا اولھا والمہدی وسطھا والمسیح اخرھا۔“
(مشکوٰۃ باب ثواب ہذہ الامۃ ۵۸۳ رواہ رزین)

ترجمہ: ”یہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے، جس کے شروع میں میں ہوں اور درمیان میں مہدی علیہ الرضوان اور آخر میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔“

اس لئے یقین کامل ہے کہ سینکڑوں جھوٹے مدعیان مہدویت ومسیحیت کے باوجود یہ امت مجموعی طور پر تباہ نہیں ہوسکتی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو بھنور سے نکالنے کے لئے مذکورہ دو شخصیات کے ظہور ونزول کی خوشخبری کیا سنائی کہ طالع آزما زر پرست لوگ ان دونوں بزرگوار کے نام پر میدان میں آگئے اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے ساتھ خود بھی جہنم کا ایندھن بن گئے۔

تین ہزار سے زائد جھوٹے مہدی: گزشتہ ادوار میں بہت سے لوگوں نے مہدویت ومسیحیت کے جھوٹے دعوے کئے: سید محمد جونپوری، علی محمد باب، صدیق دین دار، ملا محمد اٹکی، گوہر شاہی، مرزا یحییٰ صبح ازل، مرزا غلام احمد قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی کے علاوہ کئی سارے لوگ مہدویت ومسیحیت کا ڈھول بجا کر دنیا سے چلے گئے جن کی تفصیل مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی شہرۂ آفاق کتاب ”ائمہ تلبیس“ میں دیکھی جاسکتی ہے، بعض اوقات برسات کے مینڈکوں کی طرح جھوٹے مدعیان مہدویت کی ایسی بھرمار ہوئی کہ روزنامہ امت کراچی نے ۴/اپریل ۲۰۱۳ء کے شمارہ میں یہ رپورٹ پیش کی کہ: ”ایران کے مختلف جیلوں میں ساڑھے تین ہزار سے ایسے افراد بند ہیں جنہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔“

دجل وتلبیس سے مسلم سماج میں نقب لگانے کے لئے انہی لوگوں کی تعداد کیا کم تھی کہ اس فہرست میں ”عثمان پور رتن پورہ ضلع دربھنگہ بہار“ کے رہنے والے شکیل بن حنیف نے بھی اپنا نام درج کرالیا۔

دس سال پہلے شکیل کے تعلق سے استفسار: شکیل بن حنیف کے متعلق آج سے دس سال پہلے مظاہر علوم کے شعبہ تحفظ ختم نبوت سے استفسار کیا گیا تھا، اس وقت شعبہ کی جانب سے اس کا جواب لکھ کر صرف ان ہی کو ارسال کیا گیا تھا جن کی طرف سے سوال آیا تھا، اس کے بعد بھی متعدد سوالات آئے جن کے جوابات دارالافتاء سے دیئے گئے لیکن کسی ماہنامہ میں یا اخبار میں اس تعلق سے کوئی مضمون شائع کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، وجہ صرف یہ تھی کہ کہیں یہ اشاعت اس کی تشہیر کا ذریعہ نہ بن جائے، لیکن آج دس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اس کی سنگینی اور برق رفتاری کا احساس ہورہا ہے، نیز شکیل اور اس کے پیروکاروں کا جو طریقہ کار ہے، اس کے لئے خاموشی قطعاً مناسب نہیں کیونکہ خاموشی کی بھی ایک حد ہوتی ہے، یہ اس وقت مفید ہوتی ہے جب فتنہ دم توڑ رہا ہو لیکن جہاں خاموشی کا فائدہ اٹھا کر سادہ لوح مسلمانوں میں فتنہ اپنی جڑیں مضبوط کررہا ہو، وہاں خاموشی مفید نہیں بلکہ مضر ثابت ہوگی۔

خاموشی مفید نہیں: یوپی کے بارے میں خیال تھا کہ یہاں مدارس ومکاتب، اہل علم اور دینی فکر رکھنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے، دوسرے یہ کہ یہ نیا فتنہ ہے، اس کے ہاتھ پاؤں اتنے لمبے نہیں ہوں گے کہ وہ یوپی میں اثر انداز ہوسکے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ بڑی رازداری لیکن تیز رفتاری کے ساتھ نادیدہ قوتوں کے سہارے ہمارے نوجوانوں پر اس انداز میں محنت کرتے ہیں کہ ہمیں بھنک تک نہیں ہوتی رازداری کی انتہا یہ ہے کہ شکیل کی ملاقات سے پہلے لوگوں کے معلوم کرنے پر بھی اس کا اصلی نام نہیں بتایا جاتا کہ اگر یہ آدمی کسی کے سامنے اس کا تذکرہ بھی کردے تو لوگوں کو معلوم نہ ہوسکے کہ یہ کس مہدی ومسیح کی دعوت دی جارہی ہے؟ جن علاقوں کے بارے اطمینان تھا کہ یہ فتنہ وہاں موجود نہیں، جب ان علاقوں کے ائمہ مساجد نے اس موضوع پر گفتگو کی تو کئی نوجوانوں نے ائمہ سے ملاقات کرکے کہا کہ اس طرح کے لوگ ہم سے ملے ہیں، ہماری بے خبری اور لاعلمی کی یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ سوچنے

پر مجبور کرتی ہے کہ فتنہ پھیلنے کے اندیشے سے ہر نئے فتنہ کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا فتنہ کو بڑھاوا دینا ہے، اس لئے ہر علاقہ کے مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ جن مقامات پر فتنہ نہیں پہنچا ہے وہاں پہنچنے سے روکا جاسکے اور جہاں پہنچ گیا ہے وہاں کے لوگوں کو بیدار کر کے ازالہ کیا جاسکے۔

مظاہر علوم میں زیر تعلیم ٹاٹا نگر جمشید پور کے ایک طالب علم اور وہاں کے بعض علماء کی زبانی معلوم ہوا کہ جھارکھنڈ کے ضلع سنگھ بھوم، جمشید پور، دھتکڈیہ کی بڑی مسجد میں دو سو سے زائد لوگ رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرتے ہیں، اس سال رمضان المبارک میں شکیل کا فتنہ یہاں بھی پہنچ گیا، چنانچہ علماء اور پرہیزگاروں کی صورت بنائے، ہاتھوں میں تسبیح لئے ہوئے کچھ لوگ مسجد میں داخل ہوئے اور شکیلیت کے پرچار میں سرگرم ہوگئے، ان کی سرگرمی اس طرح جاری رہی کہ یہ لوگ آتے، فرض نماز سے فراغت کے بعد مسجد کے مختلف حصوں میں بیٹھ جاتے اور علامات قیامت، مہدویت، مسیحیت کے موضوع پر گفتگو شروع کردیتے، عام لوگ یہ سمجھتے کہ یہ دین کی کوئی خدمت انجام دے رہے ہیں، لیکن اہل علم کو جیسے ہی اس فتنہ کا احساس ہوا، انہوں نے اور مسجد کے ذمہ داروں نے بروقت کارروائی کرکے ان لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔

پہلے اکا دکا کہیں کہیں سے شکیلیت کی خبر مل جاتی تھی لیکن اب کئی صوبے اس کی زد میں ہیں: آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان، جھارکنڈ، دہلی، بہار اور اترپردیش کے لکھنؤ، بنارس اور گورکھپور سے لوگوں کے ارتداد کی اطلاعات موصول ہورہی ہیں، جب صورت حال اتنی سنگین ہے تو اب اس کی تردید باعث تشہیر نہیں بلکہ خاموشی تقویت کا ذریعہ بنے گی؟

طریقہ واردات: شکیل کے پرچارک بڑے خفیہ انداز میں ایک ایک مسلمان پر انفرادی محنت کرتے ہیں، علامات قیامت بیان کرتے ہیں، اس کے سامنے دجال اعور کی من مانی صفات بیان کرتے ہیں، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث میں بیان کردہ علامتوں کو شکیل بن حنیف کے منشا کے مطابق اس کا نام لئے بغیر ذکر کرتے ہیں، جب ذہن سازی کرتے کرتے مہدی وعیسیٰ کا گرویدہ بنادیتے ہیں تب اس سے کہتے ہیں کہ مہدی وعیسیٰ کا ظہور ہو چکا ہے، چلئے آپ کی ان سے ملاقات کرادیتے ہیں، اس طرح "اورنگ آباد مہاراشٹر" لے جاکر بیعت کے نام سے شکیل کے ہاتھ پر مرتد کردیتے ہیں کہا جاتا ہے کہ "بنارس ہندو یونیورسٹی" میں زیر تعلیم ایک نوجوان یوپی میں اس نقلی مسیح کے مشن کا امیر ہے، جس سے یوپی میں متاثر ہونے والے ہر نوجوان کی ملاقات کرائی جاتی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد اورنگ آباد بھیج کر شکیل کی ارتدادی فہرست میں شامل کردیا جاتا ہے، اسی طرح ذکر کردہ دیگر مقامات میں بھی شکیل کے پرچارک سرگرم ہیں۔

دوسری خاص بات شکیلیوں کی یہ ہے کہ یہ عام طور پر دیکھنے میں بڑے سادے لگتے ہیں، ظاہری وضع قطع "اسلامی" اپناتے ہیں، صف اول میں نماز پڑھتے ہیں، تمام نمازیوں کے بعد مسجد سے نکلتے ہیں، ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں، پاجامہ ٹخنے سے کچھ زیادہ ہی اوپر چڑھا ہوتا ہے، وہ خود کو سنت وشریعت کا پابند ہونے کا تاثر دیتے ہیں، ایک سادہ لوح مسلمان جو ان کی فریب کاریوں اور مکاریوں سے واقف نہیں ہوتا، ان کی یہ ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر متاثر ہوجاتا ہے، آخر وہ کون مسلمان ہوگا جو ان کی ظاہری حالت سے متاثر نہ ہو؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزمرہ ملنے والے لوگوں سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ محنت کرکے انہیں ایمان سے پھسلا دیتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند میں مجلس کا انعقاد: اس سنگینی کو دیکھتے ہوئے دارالعلوم دیوبند میں مورخہ ۲۳؍شوال ۱۴۳۷ھ میں ایک مجلس منعقد کی گئی، جس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب دامت برکاتہم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب زید مجدہم، نائب ناظم حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری مدظلہ العالی، حضرت مولانا نسیم احمد، حضرت مولانا مفتی محمد مصعب صاحب علیگڑھی، اساتذۂ دارالعلوم دیوبند اور جناب مولانا اشتیاق احمد صاحب مبلغ کل ہند مجلس شریک ہوئے، اس کے علاوہ مظاہر علوم سہارنپور سے بندہ محمد راشد گورکھپوری اور ہندوستان کے متعدد صوبہ جات بہار، آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، دہلی اور راجستھان سے مختلف علماء کرام نے شرکت کی جس میں "شکیلیت" کے تعلق سے بیدار رہنے کی تلقین کی گئی۔

ایمان آدمی کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اگر ایمان وعقائد درست ہیں تو کوئی کتنا ہی گناہگار اور بُرا پاپی کیوں نہ ہو اللہ رب العزت اپنی رحمت واسعہ سے اول وہلہ میں یا سزا دینے کے بعد جنت میں داخل فرمادیں گے اور اگر عقائد شریعت اسلامیہ سے متصادم ہیں تو اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں۔

ایمان وکفر کی حقیقت: دین اسلام کے بدیہی مسلمات وبنیادی عقائد کو دل سے ماننے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے اور ان میں سے کسی ایک بات کا انکار باعث کفر ہے، پس ایمان کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ دین کے تمام مسلمات دل وزبان سے مان لئے جائیں اور کفر کی بہت صورتیں ہیں، معلوم ہوا کہ کفر کے لئے دین کی تمام باتوں کا انکار کرنا ضروری نہیں لیکن اگر دین کی بدیہیات میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کردیا جائے، خواہ بقیہ سب باتوں کا اقرار موجود ہو تب بھی کفر کا حکم عائد

ہوجاتا ہے، اسی کی مثال ایسی ہے جیسے ترازو کے دو پلے کہ ان کے اعتدال کی صرف ایک صورت ہوتی ہے اور اختلاف کی بہت۔

شکیلیوں سے دھوکا نہ کھائیں مسلمان: تشکیل اور اس کے ماننے والے اسلام کے بنیادی عقیدہ "عیسیٰ ابن مریم" کے نزول کے منکر ہیں، لہٰذا اپنے زعم میں اسلام کے دیگر عقائد ماننے کے باوجود یہ اسلام سے خارج ہیں، یہ لوگ خوش گمانی میں خواہ کتنی ہی نمازیں پڑھ لیں، تسبیحات کا اہتمام کرلیں اور اوراد ووظائف میں لاکھوں لوگوں سے سبقت لے جائیں، اوابین، تہجد، اشراق اور چاشت کی پابندی کریں، صدقات وخیرات اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کی ساری نیکیوں کا آخرت میں کوئی وزن نہیں ہوگا۔

ارشاد خداوندی ہے:

"قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا، الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا" (سورۂ کہف)

ترجمہ: "اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کیا ہم تمہیں بتلائیں اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارہ میں کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن کی حیات دنیوی کی تمام کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کررہے ہیں۔"

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں دوسری جگہ "عاملۃ ناصبۃ" (محنت کرنے والے تھکے ہوئے) فرمایا گیا کہ ان کی دنیا میں کی جانے والی تمام تر محنتیں اور مشقتیں رائیگاں شمار ہوں گی۔

عمل ان کا ہوا ضائع عقیدوں میں خلل آیا
کوئی پوچھے کہ ان کے ہاتھ کیا نعم البدل آیا

پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی.....الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی دفتر جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ میں عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا، جس میں دینی مدارس کے طلبا نے بھرپور حصہ لیا۔ کورس میں مبلغین ختم نبوت کے ساتھ ساتھ کئی دیگر علماء بھی لیکچر دیتے ہیں۔ کورس کی ابتدا ۱۶/ ستمبر بروز جمعہ کو ہوئی، جبکہ ۲۰/ ستمبر بروز منگل اختتام ہوا۔

پہلے دن: اول سبق مولانا عبدالحئی مطمئن مدظلہ مبلغ ختم نبوت نے "اختلاف امت اور صراط مستقیم" پر بیان کیا اور دوم سبق میں مفتی سلمان یٰسین مدظلہ استاذ معہد العلوم نے "گستاخ رسول کی شرعی سزا" کے موضوع پر بیان کیا۔ مبلغ ختم نبوت رحیم یار خان مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے "عقیدہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان" کے عنوان پر شرکائے کورس کے سامنے دلائل ذکر کیے۔

دوسرے دن: کراچی کے مبلغ ختم نبوت مولانا اسحاق مصطفیٰ مدظلہ نے "کذب مرزا قادیانی" پر بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے "دلائل عقیدہ ختم نبوت" اور "قادیانی شبہات کے جوابات" طلبا کے گوش گزار کیے جبکہ مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد حفظہ اللہ نے "اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف" کے عنوان سے سیر حاصل بحث کی۔

تیسرے دن: مولانا شعیب کمال مدظلہ نے "جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام" اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے "دلائل عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام، قادیانی شبہات کے جوابات" جبکہ جماعت ختم نبوت کے قانونی مشیر جناب منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ نے "قادیانیوں کی آئینی حیثیت" اور مفتی محمد عبداللہ حسن زئی مدظلہ نے "فتنہ انکار حدیث" کے عنوانات پر لیکچر دیے۔

چوتھا دن: مولانا محمد قاسم مدظلہ نے "آیت خاتم النبیین کی تشریح، شبہات کے جوابات" بیان کیے، جبکہ حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد مدظلہ نے "فتنہ گوہر شاہی" مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے "عیسائیت کا تعارف" اور مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے "تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت" جیسے موضوعات پر بیانات کیے۔

پانچواں دن: مولانا محمد رضوان مدظلہ نے تحاریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کے پس منظر، اغراض ومقاصد اور نتائج پر تفصیلی گفتگو کی۔ بعد ازاں طلبا کو امتحان کی تیاری کا موقع دیا گیا۔ ۱۰ بجے امتحان شروع ہوکر گیارہ بجے ختم ہوا، اس کے بعد اختتامی تقریب ہوئی، جس سے حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ اور مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے خطاب کیا جبکہ پروگرام کی نقابت مولانا شعیب کمال اور مولانا عبدالحئی مطمئن نے سرانجام دی۔

الحمدللہ! ان پورے کورس کے دورانیہ میں طلبا نے نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ طلبا کو تمام سہولیات فراہم کی گئیں۔ کورس کا آغاز صبح ۸ بجے سے ۱۲:۳۰ بجے تک ہوتا تھا اور اس کے بعد تمام طلبا وحاضرین کے طعام کا نظم کیا جاتا رہا۔

۲۹/ ستمبر بروز جمعرات بعد نماز مغرب مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں ترتیبی نشست میں کورس میں اول، دوم اور سوم آنے والے طلبا میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ کامیاب طلبا کو مبارکباد دی گئی۔

رپورٹ: حافظ محمد کلیم اللہ نعمان

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی اسفار

(۲)

ادارہ

جامع مسجد تالاب والی میں درس: مولانا غلام محمد مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک عرصہ سے مقامی امیر چلے آرہے ہیں اور جامع مسجد تالاب والی بخاری چوک کے خطیب بھی۔ اس وقت مسجد کے امام و خطیب مولانا کے فرزند نسبتی مولانا منیر احمد ریحان ہیں۔ بندہ مولانا غلام محمد مدظلہ کی عیادت کے لئے تالاب والی مسجد میں نماز عصر میں حاضر ہوا تو مولانا منیر احمد ریحان کے حکم پر ۱۳؍اگست بعد نماز عصر مسجد میں مختصر درس ہوا۔

استحکام پاکستان اور تحریک ختم نبوت کانفرنس: مولانا محمد مرتضیٰ لودھراں شہر کے مجلس کے امیر ہیں۔ موصوف کے والد محترم مولانا محمد موسیٰ بہادر عالم دین تھے۔ قادیانیت سے متعلق انہیں خاصی معلومات تھیں، قادیانیوں کے چکوک میں جاکران سے مناظرے و مباحثے کرتے، مولانا مرتضیٰ اپنے والد کے جانشین ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ یوم آزادی کے موقع پر لودھراں میں استحکام پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے عنوان پر کانفرنس رکھی ہے۔ ۱۳؍اگست بعد نماز مغرب میاں جی ریسٹوران جی ٹی روڈ میں پروگرام ہوگا۔ آپ مجلس کی نمائندگی کریں۔ بندہ کہروڑپکا سے استاذ محترم مولانا منیر احمد منور، مولانا حبیب الرحمٰن کی معیت و رفاقت میں کانفرنس میں شرکت کے لئے حاضر ہوا۔ کانفرنس کی صدارت مجلس کے ضلعی امیر مولانا محمد میاں مدظلہ مہتمم جامعہ سراج العلوم لودھراں نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا تھے۔

تلاوت ونعت کے بعد مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی امیر جمعیت لودھراں، مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ ختم نبوت بہاول پور کے مختصر بیان کے بعد راقم نے تحریک آزادی میں قادیانیوں کا بھیانک کردار، اکھنڈ بھارت کا نظریہ، فرقان فورس، بلوچستان میں قادیانیت کا زوال، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا پس منظر، قومی اسمبلی کا شاندار فیصلہ کے عنوان پر خطاب کیا۔ راقم نے کہا ہمارے بڑوں نے ملک بنایا اور ہم اسے بچائیں گے۔ راقم نے دلائل سے بتلایا کہ اگر ختم نبوت کی تحریک نہ ہوتی تو آج میاں نواز شریف کے بجائے کوئی قادیانی وزیر اعظم ہوتا۔ جناب ممنون حسین کے بجائے کوئی قادیانی سربراہ مملکت ہوتا۔ مذکورہ حضرات کی حکومت تحریک ختم نبوت کی مرہون منت ہے۔ راقم کے بعد بہاول پور ڈویژن کے معروف نعت خواں جناب منور احمد عصر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ راقم کے بعد مجلس علماء اہلسنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی، ملتان کے معروف عالم دین مولانا خواجہ عبدالکلام صدیقی، مولانا منیر احمد منور کے بیانات ہوئے، اختتامی دعا مولانا محمد میاں نے کرائی۔

چناب نگر کانفرنس کے سلسلہ میں ملاقاتیں: آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۲۷، ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۶ء کے سلسلہ میں ۱۵ تا ۱۷؍اگست کو لاہور میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد عابد کی معیت میں عالمی انجمن خدام الدین کے امیر حضرت میاں محمد اجمل قادری، جمعیت علماء اسلام (س) کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف فاروقی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا فضل الرحیم، جامعہ مدنیہ جدیدہ کے مہتمم مولانا سید محمود میاں، مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب امیر مولانا حافظ زبیر احمد ظہیر، جماعت اسلامی کے مولانا عبدالمالک خان، جناب لیاقت بلوچ سے ملاقاتیں کیں اور انہیں کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت نامے پیش کئے اور شرکت کی درخواست کی۔ اکثر و بیشتر حضرات نے شرکت کے وعدے فرمائے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر علامہ ساجد میر کا دعوت نامہ ان کے دفتر میں دیا۔

تعزیتیں: مولانا مفتی محمد حسن امیر مجلس لاہور، قاری علیم الدین شاکر ناظم اعلیٰ مجلس لاہور کی والدہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومات کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

مولانا سعید الرحمٰن احمد کی عیادت: دارالعلوم حنفیہ لبرٹی مارکیٹ لاہور کے مہتمم مولانا سعید الرحمٰن احمد ایک عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں ان کی عیادت کی اور صحتیابی کی دعا میں آمین کہی۔

رانا شمشاد احمد خان سے ملاقات: رانا شمشاد احمد خان راجپوت فیملی کے فرد اور خیر پور ٹامیوالی سے تعلق رکھتے ہیں، آج کل پھولنگر ضلع قصور میں قیام پذیر ہیں۔ جمعیت طلبا اسلام ۱۹۷۰ء کی دہائی میں فعال رہی ہے۔ موصوف صوبہ پنجاب کے صدر رہے ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں تعلیمی مصروفیات کے باوجود دن رات تحریک کی کامیابی کے لئے

مصروف عمل رہے۔ جذباتی گفتگو فرماتے اور جذباتی ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل اور بامعنی گفتگو ہوتی۔

۱۶؍اگست کو رانا شمشاد احمد خان دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن عائشہ مسجد میں تشریف لائے اور کافی دیر گزرے ہوئے اوقات کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ انہوں نے مجلس کے کاز کو سراہا اور کہا کہ میرے لائق کسی قسم کے تعاون کی ضرورت ہو تو حاضر ہوں۔ تقریباً ساٹھ سال کے پیٹے میں ہوں گے۔

مولانا سید خبیب احمد شاہ کے کارخانہ میں:

مولانا سید خبیب احمد شاہ مجلس فیصل آباد کے بے لوث راہنما ہیں۔ دواخانہ سادات کے مولانا سید فاروق ناصر شاہ نائب امیر مجلس فیصل آباد کے فرزند ارجمند ہیں۔ دواخانہ کی مصروفیات کے باوجود مجلس کے کاموں کو اہمیت و اولیت دیتے ہیں۔ گتہ بنانے کا کارخانہ قائم کیا ہوا ہے جو ان کے بھائی چلا رہے ہیں۔ اس میں ایک یونٹ کا اضافہ کیا تو اس کی افتتاحی تقریب میں مولانا عبدالرشید غازی کی معیت میں شرکت کی۔

چوہدری ثناء اللہ کی عیادت: ۱۸؍اگست سید خبیب احمد شاہ سلمہ کے پروگرام سے فارغ ہو کر رات ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گزاری۔ جہاں جامع مسجد بلال غلہ منڈی کے خطیب مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کے فرزند ارجمند چوہدری ثناء اللہ دیول ایڈووکیٹ کی عیادت کی۔ انہیں گزشتہ دنوں دل کا اٹیک ہوا نیز مولانا سعد اللہ لدھیانوی، مرکزی شوریٰ کے رکن الحاج قاضی فیض احمد مدظلہ، قاضی امتیاز احمد سے ملاقاتیں کیں۔

خطبہ جمعہ کی مسجد میں: شورکوٹ کینٹ کے ڈاکٹر محمد شفیق صدیقی متحرک راہنما ہیں۔ سال میں ایک آدھ جمعہ ان کے ہاں حاضری ہوتی رہتی ہے۔ ۱۹؍اگست کا جمعۃ المبارک کا خطبہ انہوں نے کی مسجد میں رکھا ہوا تھا۔ جہاں ''عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ'' کے عنوان پر خطاب کی سعادت حاصل ہوئی۔ جمعہ سے فارغ ہو کر شورکوٹ سٹی کے راستہ ملتان واپسی ہوئی۔ شورکوٹ سٹی میں رانا اشفاق احمد اور ان کے والد محترم سے ملاقاتیں ہوئیں اور شام تک ملتان واپس آگئے۔ اللہ پاک ان تبلیغی پروگراموں کو قبول فرمائیں۔

۲۳ تا ۲۶؍اگست چار روزہ تبلیغی دورہ پر سکھر حاضر ہوئی۔

۲۳؍اگست بعد نماز عشاء شاہی مسجد پرانا سکھر

ایک عظیم البرکات عمل

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی عظیم الشان مقدس یادگاریں ان شاء اللہ! نسلاً بعد نسل تا قیام قیامت محفوظ در محفوظ رہیں گی۔ اسی سلسلہ میں بندہ عفا اللہ عنہ بہاول پور، رحیم یار خان، کراچی اور سکھر جیل میں رہا۔ رہائی کے بعد میں نے مرزائیوں کے خلاف ایک بڑا پوسٹر بعنوان ''مرزائیت سے بچو!'' شائع کرایا تھا۔ اس لئے مرزائیوں نے بہاول پور سیشن کورٹ میں ایک مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ اس وقت میں جامعہ مخزن العلوم خان پور میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے ہاں دورۂ حدیث شریف میں تھا، ایک روز بخاری شریف کا صبح کے وقت سبق ہو رہا تھا تو پولیس مع ہتھکڑی مجھے گرفتار کرنے آ پہنچی اور آتے ہی میرا نام لے کر کہا: حافظ ارشاد احمد دیوبندی کے وارنٹ گرفتاری ہیں، مگر حضرت نے اُن کو فوراً اپنی فراست سے لوٹا دیا اور مجھے کہا کہ تم بھی فی الحال یہاں سے چلے جاؤ، میں اسی وقت اپنے مرشد حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی سجادہ نشین ہالیجی شریف سندھ کی خدمت میں پہنچا اور رات کو مکمل حالات سے آپ کو آگاہ کیا۔ حضرت الشیخ نے ازراہ شفقت ایک عظیم البرکات عمل خود اپنے قلم مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا اور بہت ہی تاکید فرمائی کہ اس عظیم البرکات عمل کی ایک تسبیح ہر فرض نماز کے بعد ضرور پڑھا کریں۔ مقدمہ بہت جلد ختم ہوگا، پولیس بھی گرفتار نہیں کر سکے گی۔ اس عمل میں اللہ کے سترہ اسماء صفاتی اور ایک اسم ذات جمالی ہیں، جن سے مخلصانہ مدد مانگی گئی ہے۔ یہ عمل ہر خیر و برکات اور مصائب و آلام میں نہایت ہی نافع ہے، اس بے دینی اور سخت دور میں اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے، عمل حاضر خدمت ہے، ضرور بالضرور عملی فائدہ اٹھائیں:

''یا خبیر، یا کبیر، یا بصیر، یا سمیع، یا رحیم، یا حکیم، یا حلیم، یا کریم، یا لطیف، یا علیم، یا واسع، یا مجید، یا حمید، یا عزیز، یا عظیم، یا قادر، یا نافع، یا اللہ۔''

''برحمتک استغیث. حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر o اللھم صلی علی سیدنا محمد ن النبی الامی وآلہ واصحابہ وبارک وسلم. آمین. برحمتک یا ارحم الراحمین'' o

حافظ ارشاد احمد دیوبندی، ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

میں مولانا جمیل احمد لغاری کی دعوت پر بیان ہوا۔

تعزیت: جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم اعلیٰ قاری جمیل احمد بندھانی کی خوشدامن اور جامعہ کے استاذ مولانا مفتی محمد شفیع کی والدہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور دونوں بزرگ خواتین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

جمعیت علماء اسلام کے کنونشن میں شرکت: اسی روز بعد نماز ظہر جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر کے متصل پارک میں جمعیت علماء اسلام کے کنونشن میں شرکت کی اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کا بیان سنا اور آپ سے ملاقات کی۔ کنونشن میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

پروفیسر ابومحمد سے ملاقات: پروفیسر مولانا ابومحمد مدظلہ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف کے خدام میں سے ہیں۔ حضرت والا کے سندھی ترجمہ کو اردو کا جامہ پہنانے میں مصروف ہیں۔ موصوف نے فرمایا کہ حضرت بیر والوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور سولہ ہزار کلومیٹر سے زیادہ اسفار کئے اور اندرون سندھ اور اندرون بلوچستان میں بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کیا۔

استاذی المکرم مولانا محمد امین رحمہ اللہ کی رحلت

استاذ العلماء حضرت الشیخ مولانا محمد امین استاذ الحدیث جامعہ عمر بن خطاب ملتان۔ ۱۵راگست کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تقریباً ۴۵ سال درس وتدریس میں مصروف رہے۔

آپ نے ملک کی نامور جامعات دارالعلوم کبیر والا، باب العلوم کہروڑ پکا، قاسم العلوم فقیر والی، قاسم العلوم ملتان، جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی وہاڑی، جامعہ عمر بن خطاب ملتان میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

آپ نے ۱۹۶۸ء میں دارالعلوم کبیر والا سے سند فضیلت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا عبدالخالق المعروف حضرت صدر صاحبؒ بانی دارالعلوم کبیر والا، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور الحق، حضرت مولانا ظہور الحق، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ، اساتذہ دارالعلوم کبیر والا، حضرت صوفی محمد سرور مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور آپ کے اساتذہ کرام میں سے معروف اساتذہ ہیں۔

آپ کا آبائی وطن کوٹلی عادل جلال پور پیر والا ہے۔ آپ ایک منجھے ہوئے مدرس تھے۔ راقم کو دو سال تک استاذ محترم کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو ایک عرصہ تک باب العلوم کہروڑ پکا میں اپنے مشفق استاذ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی سرپرستی میں تدریس کی سعادت نصیب ہوئی۔

راقم کو ۹۶۔۱۳۹۵ھ میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں شرف تلمذ نصیب ہوا۔ راقم نے دورۂ حدیث شریف والے سال آپ سے مسلم شریف پڑھی۔ آپ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک انسان تھے۔ آپ کے تلامذہ آپ پر جان چھڑکتے تھے۔ دوران سبق جب کوئی سوال کیا جاتا تو ہنس کر جواب دیتے اور آپ اپنے جواب سے سائل کو مطمئن فرما دیتے۔

فراغت کے بعد الحمدللہ استاذ محترم سے مسلسل رابطہ رہا۔ آپ جہاں بھی رہے، بندہ حاضری کا شرف حاصل کرتا رہا۔ دیگر مدارس میں تو برائے نام ملاقات رہی، لیکن آپ جب جامعہ خالد بن ولید وہاڑی میں رہے تو بندہ سال میں دو تین مرتبہ حاضری کی سعادت اور استاذ محترم کی دعائیں حاصل کرتا رہا۔ جامعہ خالد بن ولید میں بندہ کا طلباء سے خطاب ہوتا تو استاذ محترم شاگردوں کی طرح دو زانو ہو کر بیٹھتے اور دعاؤں سے سرفراز فرماتے۔

مجلس کی کارگزاری سن کر بہت خوشی کا اظہار فرماتے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال جامعہ خالد بن ولید چھوڑ کر جامعہ عمر بن خطابؓ ملتان تشریف لے آئے، کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔

غالباً ۴راگست کو استاذ محترم کی خدمت میں حاضری ہوئی طبیعت نڈھال نظر آرہی تھی۔ بندہ لاہور کے تبلیغی وتنظیمی سفر پر تھا کہ شجاع آباد سے قاری محمد شفیق حقانی اور ملتان سے قاری محمد بلال نے فون پر اطلاع دی کہ استاذ محترم انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم نے دفتر مرکزیہ ملتان اطلاع کی۔ ۱۵راگست کو صبح آپ کا انتقال ہوا، اسی روز مغرب کے بعد جامعہ عمر بن خطاب نیو ملتان سے متصل پارک میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

نماز جنازہ کی امامت آپ کے ہم مکتب، شیخ الحدیث پیر طریقت سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی، جس میں سینکڑوں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقراء نے شرکت کی اور آپ کو پُرنم آنکھوں کے ساتھ سینکڑوں علماء کرام اور مشائخ عظام نے سپرد خاک کیا۔ اللہ پاک آپ کی قبر و حشر کی منزلیں آسان فرمائیں، حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قادیانیوں اور اقلیتوں میں فرق کرنا ضروری ہے: راجہ ظفر الحق

انگریز نے قادیانی پودا کاشت کیا، کوئی مسلمان ناموس رسالت پر حرف برداشت نہیں کرسکتا: فضل الرحمٰن

سینئر صحافی سعود ساحر کی کتاب ''تحریک ختم نبوت آغاز سے کامیابی تک'' کی تقریب رونمائی سے خطاب

اسلام آباد (نمائندہ امت) مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین سینیٹ میں قائد ایوان راجہ ظفر الحق نے کہا ہے کہ توہین مذہب کا قانون برٹش گورنمنٹ آف انڈیا نے بنایا تھا۔ قادیانیوں کے بارے میں بعض لوگ ہمدردی کی باتیں کررہے ہیں۔ قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کے جنازے میں شرکت ہی نہیں کی تھی، اب پھر کچھ لوگ قادیانیوں کو مسلمان بنانے اور تبلیغ کرنے کی باتیں کررہے ہیں، مگر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرلیا ہے؟ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ قادیانیوں اور اقلیتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے نیشنل پریس کلب میں روزنامہ ''امت'' راولپنڈی کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر معروف صحافی سعود ساحر کی کتاب ''تحریک ختم نبوت آغاز سے کامیابی تک'' کی تقریب رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ تقریب کا اہتمام پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (دستور) نے نیشنل پریس کلب کے تعاون سے کیا تھا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پریس کلب کے سابق صدر حاجی نواز رضا نے انجام دیئے۔ تقریب سے مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین راجہ ظفر الحق، وزیر اعظم کے مشیر عرفان صدیقی، انصار الامہ پاکستان کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، مجلس احرار اسلام کے نائب امیر علامہ سیّد کفیل شاہ بخاری، سعود ساحر، میاں محمد اسلم و دیگر نے بھی خطاب کیا۔ تقریب میں علماء کرام، مذہبی وسیاسی کارکنوں اور صحافیوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ و قومی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ کچھ لابیاں پاکستان میں متحرک ہیں، مگر وہ سن لیں، ہماری زندگی اور آنے والی نسلوں میں بھی قادیانیوں کو مسلمان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ امریکا دنیا پر اپنا تسلط جمانے کے لئے اسلام کے تصور جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کررہا ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر ناموس رسالت پر حرف اور قرآن میں تحریف برداشت نہیں کرسکتا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے پاکستان میں ون یونٹ قائم کیا گیا تھا، پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے اور اس کے عوام نے ہمیشہ نظریات اور جغرافیہ کا دفاع کیا۔ پاک فوج کے جوانوں نے ۶ ستمبر کو جانوں کے نذرانے پیش کرکے وطن کا دفاع کیا۔ ۷ ستمبر کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ سنادیا تھا۔ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ۶ ستمبر شان وشوکت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ۷ ستمبر کو پارلیمنٹ کے اس اقدام کو کسی نے خراج تحسین پیش نہیں کیا۔ آج جب اسمبلی میں بات کی کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی یاد میں پارلیمنٹ کی مسجد میں ہی تقریب منعقد کرلی جائے تو جو پارلیمنٹرین شریک ہوئے، وہ بھی سہمے سہمے نظر آرہے تھے۔ سیاستدانوں کا یہ دہرا رویہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگریز نے جہاد آزادی کے ثمرات کو ختم کرنے کے لئے قادیانیوں کو کاشت کیا تھا، آج جب امریکا دنیا پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش کررہا ہے تو وہ اسلام کے تصور جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کررہا ہے تاکہ انسانیت غلامی سے نہ نکلے۔ انہوں نے کہا ہمیں پتہ ہے کہ کون کون سی لابیاں قادیانیوں کے لئے سرگرم عمل ہیں، لیکن یاد رکھیں ہماری زندگی یا آنے والی نسلوں میں بھی یہ خواب مت دیکھنا کہ قادیانیوں کو مسلمان قرار دیا جاسکتا ہے۔ راجہ ظفر الحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے آنے والی نسلوں کو قادیانیوں کے زہر سے بچانا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا پیغام ساری دنیا تک پہنچاتے رہے۔ ہم اللہ کا پیغام اپنے ملک کے اندر بھی پہنچالیں تو ہمیں کامیابی سے کوئی نہیں روک سکتا۔ نفرتیں اور فسادات کا سلسلہ قادیانیوں نے شروع کیا۔ سکھوں کی طرح قادیانیوں نے اپنے علیحدہ وجود کے لئے درخواستیں دیں، قادیانیوں کے نظریات پڑھ کر مسلمانوں کا خون کھول اٹھتا ہے۔ وزیر اعظم کے مشیر عرفان صدیقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک کالم میں مولانا فضل الرحمٰن کے بارے میں لکھا تھا کہ وہ دن کو رات ثابت کرسکتے ہیں، اگر آپ دھوپ میں پسینے میں ڈوبے ہوں تو فضل الرحمٰن ثابت کردیں گے کہ آپ بارش میں بھیگے ہوئے ہیں۔ سعود ساحر ایک عہد ہیں، تاریخ ہیں، سیّد سعود ساحر نے جو کتاب لکھی، ہمارا اس سے قلبی اور روحانی رشتہ ہے، یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جس کی دستاویز بندی بہت ہی اچھے انداز میں کی ہے۔ سعود ساحر کے پاس تاریخ کے بہت سے واقعات ہیں۔ انصار الامہ پاکستان کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، اس مسئلے پر ساری امت متحد ہے، یہ صرف مدارس اور مذہبی جماعتوں کا مسئلہ نہیں ہے، ہر مسلمان ناموس رسالت کے لئے کٹ مرنے کو تیار ہے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۸ ستمبر ۲۰۱۶ء)

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۷)

حافظ عبیداللہ

مرزا قادیانی کی خوراک:

مرزا غلام احمد قادیانی کیا کیا کھاتا تھا؟ اس کی تفصیل مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے، ہم اس کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں:

''روٹی، ڈبل روٹی، بسکٹ، ولایتی بسکٹ، شیرمال، باقرخانی، کلچے، گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا (آخر رئیس قادیان جو ٹھہرے: ناقل) مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی، پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا، بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو اپنے مریدین کو تیتر، فاختہ وغیرہ کا گوشت مہیا کرنے کا حکم صادر ہوتا، مرغ اور بٹیر کا گوشت پسند تھا، مگر جب پنجاب میں طاعون کا زور ہوا تو بٹیر کھانا چھوڑ دیا بلکہ دوسروں کو بھی منع کرنا شروع کر دیا کیونکہ آپ کے خیال میں بٹیر میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے اور بقول آنجناب بنی اسرائیل میں بھی بٹیرے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی (یہ الگ بات ہے کہ مرزا کے دعوے کے مطابق اسے اس کے خدا کی طرف سے خبر دی گئی تھی کہ میں تمہیں اور جو بھی تمہارے گھر میں ہوگا طاعون سے محفوظ رکھوں گا: ناقل) مرغ کا گوشت ہر طرح کا کھا لیتے تھے، سالن ہو یا بھنا ہو، کباب ہو یا پلاؤ، مگر اکثر ایک ران یعنی لیگ پیس پر ہی گزارا کر لیتے تھے، گڑ کے میٹھے چاول تو خود کہہ کر پکواتے تھے، جب ضعف ہوتا تھا تو کباب، مرغ، پلاؤ یا انڈے اور فیرنی وغیرہ کہہ کر پکوایا کرتے تھے، دودھ، بالائی، مکھن اور روغن بادام معمولی مقدار میں ضعف دور کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے، دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے، یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا (پھر بھی نہ جانے کیوں پیتے تھے: ناقل) گرمی کے دنوں میں شیرہ بادام جس میں چند دانہ مغز بادام اور چند چھوٹی الائچیاں کچھ مصری پیس کر چھن کر پڑتے تھے پیا کرتے تھے، کبھی رفع ضعف کے لئے کچھ دن متواتر گوشت یا پاؤں کی یخنی پیا کرتے تھے، یہ یخنی بھی بہت بدمزہ ہوتی تھی (پاؤں پتہ نہیں کس چیز کا ہوتا تھا؟ ناقل) پسندیدہ میووں (یعنی پھلوں: ناقل) میں آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردے اور سردلی آم زیادہ پسند تھے، گنا بھی آپ کو پسند تھا، موجودہ زمانے کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے، بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہیں تھا، کبھی کبھی پان بھی کھا لیا کرتے تھے.... سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا، مولی کی چٹنی، گوشت میں مونگے، گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں اور مچھلی بھی مرغوب تھی۔''

(خلاصہ: سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۱۶۶، روایت نمبر۱۶۷، اور حصہ دوم صفحات: ۴۲۳، ۴۲۷، روایت نمبر۴۴۷، نیا ایڈیشن)

کھانے کا قادیانی انداز:

''میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھی تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۱۶۶، روایت نمبر۱۶۷، نیا ایڈیشن)

''کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے، کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۴۵، روایت نمبر۵۶، نیا ایڈیشن)

''.....اور روٹی کے ٹکڑے آپ بہت سے کرلیا کرتے تھے، اور یہ آپ کی عادت تھی دسترخوان سے اٹھنے کے بعد سب سے زیادہ روٹی کے ٹکڑے آپ کے آگے سے ملتے تھے اور لوگ بطور تبرک کے ان کو اٹھا کر کھا لیا کرتے تھے.... بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ صرف روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے اور پھر انگلی کا سرا شوربے میں تر کر کے زبان سے چھوا دیا کرتے تھے تاکہ لقمہ نمکین ہو جاوے۔''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۴۲۱، ۴۲۲، روایت نمبر۴۴۷، نیا ایڈیشن)

جسمانی صحت:

دوستو! آپ نے اوپر ملاحظہ کیا کہ مرزا قادیانی کی مرغوب غذائیں کون کون سی تھیں، آگے ہم آپ کو مختصر طور پر ان حکیمی نسخوں، کشتہ جات اور مقوی دواؤں کے بارے میں بھی بتائیں گے جو مرزا قادیانی کے زیر استعمال رہتی تھیں، لیکن ایسی پہلوانی خوراک کے باوجود مرزا قادیانی کی جسمانی صحت کیسی تھی؟

آیئے اسی سے پوچھتے ہیں:

حالت مردمی کالعدم:

جیسا کہ پہلے گزرا مرزا قادیانی نے آٹھ ماہ نو ماہ تک چلہ کشی کی تھی، اس کا اثر مرزا پر کس طرح ظاہر ہوا؟ آیئے مرزا کی زبانی سنتے ہیں، یہ اس وقت کی بات بیان ہورہی ہے جب غالباً ۱۸۸۳ء (یا بعض مرزائی روایات کے مطابق ۱۸۸۵ء) میں مرزا قادیانی نے مسماۃ نصرت جہاں کے ساتھ دوسری شادی کی تھی تو اپنی صحت کا نقشہ یوں کھینچا:

''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن:۱۵، ص:۲۰۳)

مرزا قادیانی نے حکیم نورالدین بھیروی کے نام اپنے ایک خط میں اس شادی کے وقت اپنی حالت یوں بیان کی:

''جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔''

(مکتوبات احمد، جلد دوم، ص:۲۷، مکتوب نمبر ۱۵ بنام حکیم نورالدین)

سِل:

ہم نے مرزا قادیانی کی چلہ کشی اور فاقہ کشی کے تذکرہ میں پڑھا کہ مرزا نے لکھا تھا: ''جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہوگئے اور بقیہ عمران کی دیوانہ پن میں گزری یا دوسرے امراض سل یا دق وغیرہ میں مبتلا ہوگئے۔''

اس میں ایک مرض کا نام سل آیا تھا، آیئے دیکھتے ہیں اس مرض نے مرزا پر کیسے حملہ کیا، مرزا کا بیٹا مرزا بشیر احمد روایت کرتا ہے کہ:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہوگئی اور چھ ماہ تک بیمار ہوگئے اور بڑی نازک طبیعت ہوگئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی.... (آگے مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ)... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربہ کھلایا تھا۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ ۴۹، روایت نمبر ۶۶، نیا ایڈیشن)

(جاری ہے)

Regd:SS160

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی — تاجدار ختم نبوت زندہ باد

بتاریخ **27, 28** اکتوبر 2016 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

عظیم الشان سالانہ دو روزہ 35 ویں

ختم نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

ان شاء اللہ

تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

زیر نگرانی: صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب

زیر صدارت: استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی: حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی، نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ — سیرت خاتم الانبیاء — عقیدہ ختم نبوۃ — حیات عیسیٰ — عظمت صحابہ و اہل بیت — اتحاد امت — اور ظہور مہدی

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام، مشائخ عظام، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-4304277
0300-6347103
0321-4220552